9/46

هفت روزه

خدام الدین
لاہور

بیادگار
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور

۲۶ ذی القعد ۱۳۸۳ھ
۱۰- اپریل ۱۹۶۴ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ○ لاہور

ہدیہ ۲۵ پیسے

عمرؓ دعائے پیمبرؐ، عمرؓ مرادِ رسولؐ

محترم یاسین صاحب شجاع آبادی رفیقِ سفر خادمِ خاص خطیبِ پاکستان حضرت مولانا قاضی احسان احمد صاحب شجاع آبادی مدظلہ نے یہ نظم فخرِ اہلسنت وقارِ شریعت و طریقت حضرت مولانا علامہ دوست محمد قریشی مدظلہ کے ایماء پر مدرسہ عربیہ دار الہدیٰ بھکر کے سالانہ اجلاس کے موقع پر اپنے مخصوص انداز میں پڑھی اور حاضرینِ جلسہ کو سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے عشق میں تڑپایا۔ ہم یہ نظم بھائی یاسین صاحب کے شکریہ کے ساتھ اور حضرت قاضی صاحب مدظلہ کے حکم کے مطابق ہدیۂ قارئینِ خدام الدین کرتے ہیں۔

عمرؓ جری و عمرؓ جرات و عمرؓ جانباز
عمرؓ قوی و عمرؓ قوت و عمرؓ ممتاز

عمرؓ حدیثِ شجاعت، حکایتِ شمشیر
عمرؓ فسانۂ غزوات، قصۂ توقیر

عمرؓ وقارِ قیادت عمرؓ شکوہِ جہاد
عمرؓ مجاہدِ بے باک و بندۂ آزاد

عمرؓ رفیع و عظیم و عمرؓ عروج و فراز
عمرؓ بلند عزائم، عمرؓ فلک پرواز

عمرؓ میان سے نکلی ہوئی نئی تلوار
عمرؓ کی ذات سراپا اشدّاءُ علی الکفّار

عمرؓ کا نام شکوہ و جلال کا مظہر!
عمرؓ کی شان سزاوارِ عظمتِ منبر

عمرؓ کے نام سے طاغوت لرزہ براندام
عمرؓ کی سطوت و ہیبت سے سرنگوں اصنام

عمرؓ بشارتِ شوکت، عمرؓ نویدِ ظفر
عمرؓ کے پاؤں تلے تختِ کسریٰ و قیصر

عمرؓ قبول و عمرؓ قابل عمرؓ مقبول!
عمرؓ دعائے پیمبرؐ عمرؓ مرادِ رسولؐ

عمرؓ ضیائے حقیقت، عمرؓ رسولؐ صفات
عمرؓ اذانِ محبت، عمرؓ نشانِ حیات

عمرؓ ادائے سلیمانؑ، عمرؓ عصائے کلیمؑ
عمرؓ نوائے مسیحؑ و ندائے ابراہیمؑ

عمرؓ سیادتِ اعلیٰ، امامتِ کبریٰ!
عمرؓ صداقتِ اولیٰ، شہادتِ عظمیٰ!

عمرؓ خاصۂ خاصانِ مومنین کرام
عمرؓ خلیفۂ برحق، عمرؓ امیر و امام

عمرؓ مشیرِ پیمبرؐ، عمرؓ سفیرِ نبیؐ
عمرؓ رفیقِ غنیؓ ہے عمرؓ شفیقِ علیؓ

عمرؓ کے نام پہ لاکھوں شہادتیں قربان!
عمرؓ کی ذات پر صدہا ولائتیں قربان!

ایڈیٹر
[illegible]



سالانہ چندہ ۱۱ روپے
ششماہی ۶ ″ ″

فون نمبر
۶۷۵۴۵

جلد ۹ | ۲۶ ذی قعدہ سنہ ۱۳۸۳ھ مطابق ۱۰ اپریل سنہ ۱۹۶۴ء | شمارہ ۴۶

شاہِ سعود اور امیر فیصل میں مصالحت

یہ خبر تمام اخبارات میں چھپ چکی ہے کہ شاہ سعود اور ان کے بھائی امیر فیصل کے درمیان اختلافات ختم ہو چکے ہیں امیر فیصل سعودی عرب کے وزیر اعظم بھی ہیں اور وزیر خارجہ بھی، وہ مشرقِ وسطیٰ کی سیاسیات میں صدر ناصر کے حامی شمار ہوتے ہیں اور وہی اصلاحات نافذ کرنا چاہتے ہیں جو صدر ناصر نے مصر میں نافذ کی ہیں۔ شاہ سعود اور ان کے درمیان ایک طویل عرصہ سے اختلافات چلے آتے تھے اور ہر گھڑی یہی خطرہ تھا کہ یہ اختلافات کہیں سرزمین حجاز کو کشت و خون کا میدان نہ بنا دیں اور ملک میں بغاوت کا لاوا نہ بہہ نکلے —
بحمد اللہ یہ اختلافات خیر و خوبی سے انجام پذیر ہوئے اور ملک میں کسی ہنگامہ اور قتل و قتال کی نوبت نہیں آئی۔ اس مصالحت کا سہرا علمائے حجاز کے سر پر ہے جنہوں نے درمیان میں پڑ کر دونوں بھائیوں میں صلح کرادی اور اقتدار امیر فیصل کے حوالے کر دیا۔ علماء نے دونوں کے درمیان ایک معاہدہ کرایا ہے جس کی رُو سے شاہ سعود صرف علامتی بادشاہ رہیں گے اور انہیں مملکت میں کوئی اختیار حاصل نہ ہوگا۔ سرکاری خزانہ سے انہیں ایک مخصوص رقم ملے گی جو وہ اپنے خرچ میں لا سکیں گے اس کے علاوہ شاہی خزانہ پر ان کا کوئی حق نہ ہوگا۔ چنانچہ معاہدہ پر دستخط ہوتے ہی شاہ سعود کا محافظ دستہ وزارتِ دفاع کی نگرانی میں دے دیا گیا، شاہ کی "سفید فوج" وزارت داخلہ کے ماتحت کر دی گئی اور شاہی عدالت کو کورٹ چانسلری میں تبدیل کر دیا گیا۔

ہمارے خیال میں سب سے بڑا فائدہ اس صلح کا یہ ہوا ہے کہ آئندہ شاہ سعود قومی آمدنی میں اپنی مرضی سے تصرف نہ کر سکیں گے۔ اس سے قبل یہی ہوتا رہا ہے کہ شاہ سعود قومی آمدنی کے بل بوتے پر تمام یورپ میں دادِ عیش دیتے پھرتے تھے، ایک ایک لاکھ روپیہ روزانہ اٹلی، پیرس اور سوئٹزرلینڈ کے ہوٹلوں میں پانی کی طرح بہا دیتے تھے اور اس طرح یورپین اقوام کی نظروں سے مسلمان حکمرانوں کا وقار گرانے کا باعث بن رہے تھے۔ غیر مسلم ان کے طرزِ عمل کو دیکھ کر یہی باور کرتے ہوں گے کہ اسلام اپنے ماننے والوں کو ان اللوں تللوں کی اجازت دیتا ہے جو شاہ سعود کی زندگی کا جزو بن چکے ہیں آخر وہ ایک اسلامی سلطنت کے حکمران ہیں جس میں اسلام اگرچہ پوری طرح نہیں مگر کسی نہ کسی صورت میں نافذ ضرور ہے چنانچہ انہیں ایک ایسی حکومت کا سربراہ ہونے کی حیثیت سے اسلام کی عملی تصویر ہونا چاہیئے تھا۔ اس میں شک نہیں کہ وہ صوم و صلوٰۃ کے پابند اور اسلامی ضابطۂ اخلاق کو مشعلِ راہ جانتے ہیں اور دنیائے اسلام کے تمام سربراہانِ مملکت سے اسلام کو زیادہ سمجھتے اور اس کے زیادہ حصہ پر عمل پیرا ہیں مگر شاہی خزانہ کو اسراف کی نذر کرنا اور عوام کے حقوق سے قطع نظر کر کے اپنی خواہشات نفس کو پورا کرنے کی خاطر قومی آمدنی کو اڑانا ایک مسلمان سربراہ کے شایانِ شان نہیں اور نہ ہی اسلامی ضابطۂ اخلاق اس کی اجازت دیتا ہے —

اب جدید معاہدہ کی رو سے شاہ کے اخراجات کو قانوناً بہت محدود کر دیا گیا ہے اور وہ خزانے سے صرف اسی قدر رقم وصول کر سکیں گے جو ان کے لئے مخصوص یا مقرر کی گئی ہے۔ چنانچہ اس طرح جو رقم بچے گی وہ لا محالہ عوام کی بہبود اور ملک کی ترقیات میں صرف ہوگی۔ جہاں تک امیر فیصل کا تعلق ہے واقفانِ حال کا یہی قیاس ہے کہ وہ ملک کو اُن تمام برائیوں سے پاک کر دینا چاہتے ہیں جو ملوکیت کی پیداوار ہیں۔ وہ ملک کی دولت غریب عوام پر خرچ کرنے کے خواہاں ہیں اور ان کی کوشش یہ ہوگی کہ ملک کی پیداوار میں زیادہ سے زیادہ اضافہ ہو تاکہ سعودی عرب غیر ممالک کا محتاج نہ رہے اس وقت حال یہ ہے کہ پھل، پنیر اور دوسری اشیائے خوردنی یورپ سے اور آٹا آسٹریلیا سے آتا ہے حتیٰ کہ بند ڈبوں میں گوشت بھی باہر سے آنے لگا ہے۔ حالانکہ اس گوشت کا کھانا صریحًا ناجائز ہے کیونکہ یہ علم نہیں ہو سکتا کہ آیا یہ حلال ہے یا حرام۔ پھر یہ یقینًا غیر مسلموں کے ہاتھ کا ذبیحہ ہوتا ہے اور اس طرح بھی اس کا استعمال شریعت کے خلاف ہے۔ اسی طرح دیاسلائی اور دوسرا سامان اٹلی سے آتا ہے۔ غرض سعودی عرب تمام ضروریاتِ زندگی کے حصول کے لئے دوسروں کا محتاج ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ گندم کی زراعت سعودی عرب میں ہو اور ملک صنعتی اور زرعی طور پر ترقی کرے اور اس ضرورت کو وہی حکمران پورا کر سکتا ہے جس کو عوام کا مفاد اپنے مفاد سے کہیں زیادہ عزیز ہو —

خدا کرے کہ شاہ فیصل سعودی عرب کو یورپ کی محتاجی سے نجات دلا سکیں اور ان توقعات پر پورا اتر سکیں جو ان سے وابستہ کی گئی ہیں — اگر وہ ایسا کر سکے تو یہ ان کا بہت بڑا کارنامہ ہوگا اور ان کی قیادت سعودی عرب کے لئے نعمت غیر مترقبہ سمجھی جائے گی —

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ اس خطۂ زمین کو جہاں سے اسلام کے سوتے پھوٹے اور جس نے ساری دنیا کو روحانیت خدا پرستی اور انسانیت کا درس دیا اپنے حفظ و امان میں رکھے، اسے غیروں کی محتاجی سے نجات بخشے اور وہاں قیامت تک اسلام اپنی اصلی صورت میں قائم و دائم رہے۔ آمین

مجلسِ ذکر منعقدہ جامع مسجد نوشہرہ صدر مورخہ ۲۲ مارچ ۱۹۶۴ء

پنبہ کجا کجا نہم

از جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی

مرتبہ: محمد عثمان غنی بی اے ، واہ کینٹ ، ضلع کیمبلپور

حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ ۲ اپریل ۱۹۶۴ء کو واپڈا کالونی شورکوٹ کی مسجد کا افتتاح کرنے کے سلسلے میں لاہور سے تشریف لے جا چکے تھے۔ آپ کی عدم موجودگی میں مجلس ذکر حضرت مولانا حافظ حمید اللہ صاحب نے کرائی۔ لیکن نہ جانے کیوں مجلس ذکر کے بعد حاضرین کو اپنے ارشادات سے محروم رکھا۔ اتفاق سے بھائی عثمان غنی صاحب واہ کینٹ سے تشریف لے آئے ان کے پاس حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ کی جامع مسجد نوشہرہ چھاؤنی میں مجلس ذکر کے بعد ۲۲ مارچ ۱۹۶۴ء کو ارشاد فرمودہ یہ تقریر موجود تھی جو ہم عثمان غنی صاحب کے شکریہ کے ساتھ ہدیۂ قارئین خدام الدین کرتے ہیں ——— . . . .

بزرگانِ محترم و برادرانِ عزیز! اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے اپنے گھر کی حاضری نصیب فرمائی اور اپنی یاد کی توفیق عطا فرمائی۔ اس وقت ہمارے سینکڑوں بھائی خوابِ خرگوش میں مست پڑے ہوں گے اور کئی سینماؤں میں آنکھیں پھوڑ رہے ہوں گے۔ ہمیں بھی کوئی سرخاب کے پر نہیں لگے ہوئے یہ اللہ کا فضل ہے اور اس کا احسان ہے کہ اس نے انسان بنایا اور پھر مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ والے دین پر لگایا۔ ہمارے حضرتؒ فرمایا کرتے تھے کہ یہ لیڈر لارڈ اور زمیندار جو اللہ کے دربار میں نہیں آتے تو یہ ان پر اللہ کی پھٹکار ہے جس طرح دنیوی بادشاہ غداروں کو اپنے دربار میں نہیں آنے دیتے اسی طرح ان لوگوں کو شہنشاہِ حقیقی اپنے دربار میں نہیں آنے دیتا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر کرو کہ اس نے اپنی یاد کی توفیق عطا فرمائی کسی شامتِ اعمال کی وجہ سے یہ نعمت چھن نہ جائے سے

منت منہ کہ خدمتِ سلطان ہمی کنی
منت ازو شناس بخدمت گزاشتت

جو سینما میں گئے ہیں وہ جہنم کا ٹکٹ خرید رہے ہیں۔ جو دُور دُور سے مثلاً ایبٹ آباد، پشاور، واہ کینٹ، راولپنڈی، کیمبلپور سے چل کر یا گاڑی پر یہاں آئے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ جنت کا ٹکٹ عطا فرمائے اور مرنے کے بعد ان کی قبروں کو بہشت کا باغ بنائے۔ ابن سہ

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

نیز اچھی یا بُری ہونے کا دار و مدار عمل پر ہے۔ آپ خوب سمجھ لیں اسی دھرتی اور اسی دنیا میں جنت بک رہی ہے۔

ارشاد باری ہے۔

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَارًا۔ اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔

جہنم سے نجات کی تدبیر یہ ہے کہ اللہ والوں کے سامنے زانوے ادب تہ کیا جائے شیطان کے لہو ولعب سے اور جو چیزیں اللہ سے دور کریں ان سے بچا جائے۔ حضرت فرمایا کرتے تھے کہ مسجدیں موجود، قرآن موجود پڑھانے والے موجود، مگر پڑھنے والا کوئی نہیں گرجے اور کنڈرگارٹن میں ہر کوئی جا رہا ہے۔ انجیل کی آواز ہمارے بچوں کے کانوں میں پڑے مگر قرآن کی آواز نہ پڑے۔ ہم نے ساری زندگی غیر قوموں کے سامنے کلمۂ پیش نہ کیا وہ سات سمندر پار سے اٹھ کر آگئے اور ہم پر مسلط ہو گئے اور مسلمانوں کے ایمان غارت کر گئے۔ آج ہم اپنے نونہالوں کو ان کی گود میں سفارشوں اور منتوں سے ڈال رہے ہیں اور نتیجۃً بچے بے حیا اور اسلام کے دشمن بن جاتے ہیں۔ حضرتؒ فرمایا کرتے تھے کہ میں ۴۵ سال پہلے لاہور میں آیا تھا نہ تب کوئی بچہ دیوبند یا ازہر گیا نہ اب۔ ہزارہ اور آزاد کشمیر سے لوگ آتے ہیں اور تمہاری خدمت کرتے ہیں تمہاری جنازہ کی نمازیں پڑھاتے ہیں۔

کیا مسلمانوں کی تعریف یہی ہے کہ وہ سودی کاروبار کریں؟ اسلام تو مسلمانوں کو بینکنگ اور سود کی لعنت سے دلانے کے لئے آیا تھا مگر آج سب مسلمان سود کی لعنت میں گرفتار ہیں دفاتر میں چھٹی بھی جمعہ کی بجائے اتوار کو کرتے ہیں اور وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ اتوار کے دن ساری دنیا کے بینک بند ہوتے ہیں اس لئے ہم بھی اتوار کو چھٹی کرتے ہیں یہ ہمارے لئے شرم کی بات ہے۔ اگر ہم سارے مسلم ممالک سر جوڑ کے سوچیں اور جمعہ کی چھٹی کریں تو سب ٹھیک ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فریب کاروں کے فریب خوب جانتا ہے قرآن میں ہفتہ والوں کا قصہ موجود ہے جب اللہ تعالیٰ نے حکم بھیجا کہ ہفتہ کے روز مچھلیاں نہ پکڑو تو حیلہ سازوں نے یہ حیلہ کیا کہ گڑھے کھود کر ان میں مچھلیاں جمع کر کے اگلے روز پکڑیں اللہ تعالیٰ نے ان کو بندر بنا دیا۔ خدا کا شکر ادا کرو کہ حضورؐ نے اپنی امت کے لئے دعا مانگ رکھی ہے کہ ہماری صورتیں مسخ نہیں ہوئیں یہ ان کا صدقہ ہے۔ حضورؐ نے فرمایا یہود میں ۷۱ فرقے ہوئے سب جہنم میں گئے میری امت میں ۷۳ فرقے ہوں گے ۷۲ جہنم میں جائیں گے صرف ایک ناجی ہوگا۔ صحابہؓ نے جلدی سے پوچھ لیا کہ یا رسول اللہ! وہ کون سا فرقہ ہوگا، حضورؐ نے فرمایا مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ جو میرے اور صحابہؓ کے طریق پر چلے گا۔

ملتان کے قریب مظفر گڑھ میں تقریر کر رہا تھا۔ مولانا خدا بخش صاحب آج کل حج پر گئے ہوئے ہیں انہوں نے کہا کہ قربِ قیامت کی نشانیاں نفخ صور تک حدیث میں آتی ہیں صرف علاماتِ کبریٰ کا ظہور ہونا باقی رہ گیا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا ایک زمانہ آئے گا جب عشر اور خمس کو حکمران مالِ غنیمت اور اندوختہ سمجھیں گے۔ مسلمان زکوٰۃ کو ایک تاوان سمجھیں گے۔ آج کوئی زکوٰۃ دیتا ہے؟ جو دیتا ہے با دلِ نخواستہ، ٹیکس سمجھ کر دیتا ہے۔ کئی بہنوں کے حقوق ادا نہیں کرتے۔ اگر زکوٰۃ ایمانداری سے دیتے تو اتنی دولت کس طرح سرمایہ داروں کی تجوریوں میں سمٹ جاتی؟ کتنوں نے حج کیا؟ یہ سب سود کی کارروائی ہے اگر حج کر بھی لیا تو کہاں قبول ہوگا۔

حضورؐ نے فرمایا اگر برائی دیکھو تو اوّل ہاتھ سے روکو۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو زبان سے روکو اور اگر یہ بھی نہ کر سکو تو پھر کم از کم دل میں تو اُسے بُرا خیال کرو۔ آج کون کون سی برائی کا رونا رویا جائے ع

تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم؟

امہات المومنین نے نابینا مردوں سے بھی پردہ کیا۔ ہمارے ہاں سمجھا جاتا ہے کہ عورت کو پردہ نہیں مرد پردہ کریں۔ آج ڈھاکہ سے کراچی تک سب عورتوں نے لپ اسٹک . . .

سنگھار کر رکھا ہے۔ سروں سے دوپٹے اُتر چکے ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا ایک زمانہ آئیگا عورتیں بے حیا ہو جائیں گی اور وہ مائل کرنے والیاں اور مائل ہونے والیاں ہوں گی ــ (مَائِلَاتٌ مُمِيلَاتٌ) کوئی ریڈیو اسٹیشن کھول لو سرکاری یا نیم سرکاری، ہر وقت گانے لگے ہوں گے۔ کیا کوئی صدیقؓ اور عمرؓ کے کارنامے سناتا ہے؟ فرمائش کرتے والوں اور فرمائش کرتے والیوں کے ناموں کی باقاعدہ فہرستیں نشر ہوتی ہیں ــ

ہندوؤں اور مسلمانوں کے سب کام مشترک ہیں۔ بالنسریاں اور ڈھول تاشے جو بزرگانِ دین کے مزاروں پر بجائے جاتے ہیں اگر یہ دین کا جزو ہوتے تو صحابہؓ حضور کے روضۂ اطہر پر سب کچھ کرتے۔ آج جو یہ سب کام کرے وہ پکا مسلمان اور جو ان خلافِ اسلام رسموں سے روکے وہ صحابی ــ

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا حسنِ کرشمہ ساز کرے

حضرت فرمایا کرتے تھے کہ بعض لوگوں کے منہ میں شیطان نے "وہابی" کا لفظ دے رکھا ہے۔ جب طبیعت کے خلاف کچھ دیکھا جھٹ "وہابی" کا فتویٰ لگا دیا۔ اسی طرح بعض کے منہ پر "شرک" اور "بدعت" کے لفظ ہیں اپنی خواہش کے خلاف جو بات دیکھی "شرک" اور بدعت کا فتویٰ لگا دیا۔ ایک دفعہ میں گوجرانوالہ گیا۔ نماز کے لئے وضو کرتے ہوئے میں نے گردن پر مسح کیا تو پاس ہی ایک میلے کچیلے کپڑوں والا آدمی بیٹھا تھا جھٹ بول اٹھا "تسی تے شرک کیتا اے" (آپ نے تو شرک کیا ہے) خدا تعالیٰ ان لوگوں کو ہدایت دے ہر بات پر بے سوچے سمجھے فتویٰ لگا دیتے ہیں۔ ایک مرتبہ میں حجاز گیا تو شہدائے اُحد کے مزاروں پر فاتحہ کے لئے بھی گیا۔ حضرت مولانا حبیب اللہ اور راجا شیر جنگ سابق ڈپٹی گورنر سٹیٹ بنک بھی ہمراہ تھے۔ پیچھے سے پولیس کے آدمی (شرطے) نے آواز دی "ارجع یا شیخ" "اَشْرَکْتَ یَا مُشْرِكْ" مسجد بلال کو بھی مقفل کر دیا ہے کیونکہ یہ حضرت بلال رضؓ کے نام پر مشہور ہے۔ ان کے نزدیک یہ بھی شرک ہے۔ حالانکہ ہمارے ہاں لاہور میں شیرانوالہ کی جامع مسجد "مولانا احمد علیؒ کی مسجد" کے نام سے مشہور ہے۔ اسی طرح کل رات ہم راولپنڈی میں جس مسجد میں تھے وہ "قاضی نظام الدین کی مسجد" کے نام سے مشہور ہے۔ مسجد نبوی کا نام تو نہ بدل سکے یہاں سے ان کو شرک نہیں نظر آتا؟ ہمارے ہاں بھی پولیس میں ہیں۔ مگر اتنے جاہل نہیں۔ ہمارے دیکھتے ہی دیکھتے ایک مصری عورت آئی اور اس نے پولیس مینوں کے ہاتھ میں کچھ دیا۔ تو فوراً ان میں سے ایک سیڑھی بن گیا اور اس کو مسجد بلال کے اوپر چڑھا دیا۔ اب شرک نہ رہا؟

آپ حضرات پر ذمہ داری ہے کہ اپنے بچوں کو صحیح مدارس میں ڈالیں۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ بچوں کو دین پڑھایا تو بھیک مانگنی پڑے گی ــ یاد رکھو! یہ جغرافیہ ہسٹری وغیرہ "علم" نہیں ہے یہ تو تجارب ہیں۔ انبیائے کرام کے ذریعے جو پیغامات الٰہی پہنچے ہیں وہ صحیح معنوں میں "علم" ہے مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس علم کے قریب بھی کوئی نہیں پھٹکتا ــ قیامت کے روز یہی اولاد اللہ تعالیٰ کے دربار میں والدین کے حق میں فریاد کرے گی کہ یا الٰہ العالمین! ہمارے بڑوں نے ہمیں آکسفورڈ برلن، پیرس اور پنجاب یونیورسٹی کا نیلو تو بنا دیا مگر مسجد کا راستہ نہ دکھایا آج تو ان پر بڑی لعنت بھیج۔ جس طرح ایک شخص لندن میں پیدا ہو وہ پنجابی زبان نہیں جانتا بعینہٖ اگر ایک بچے کو شروع سے لے کر آخر تک انگریزی علوم پڑھائے تو اس کو دین کی سمجھ کہاں آئے گی وہ نماز کا مفہوم کیا سمجھے گا؟

آج مسجدیں غیر آباد ہیں اور سینما آباد ع
مسجدیں مرثیہ خواں ہیں کہ نمازی نہ رہے

سینما میں اس قدر رش ہوتا ہے کہ ٹکٹ بھی نہیں ملتے۔ کپڑے پھٹتے ہیں۔ انسانوں کے سمندر ٹھاٹھیں مارتے ہیں۔ سینما ہاؤس میں شو شروع ہونے میں ابھی دو گھنٹے ہوتے ہیں مگر بلیک شروع ہو جاتی ہے ٹکٹ گھروں کی کھڑکیاں بند ہو جاتی ہیں اور لاٹھیاں چلنی شروع ہو جاتی ہیں۔ کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ سینما میں جا کر روپیہ بھی برباد کرتے ہیں اور لاٹھیاں بھی کھاتے ہیں۔ آنکھیں پھوڑتے ہیں اور جہنم کا ٹکٹ لیتے ہیں مگر مسجد میں حَيَّ عَلَى الصَّلٰوۃ کا آوازہ سن کر نہیں آتے۔ اپنے گریبان میں منہ ڈالو اور حلال کا کمایا ہوا مال حرام راستوں میں خرچ نہ کرو۔ اگر آج ہارٹ فیل ہو جائے تو موت کے لئے کیا تیاری ہے؟ آگے جا کر حساب دینا ہے۔ صوفیاء کہا کرتے ہیں۔ مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا

حضرتؒ ایک واحد مثال ہیں چودہ مرتبہ حج نصیب ہوا۔ حلال مال حلال راستوں میں لگایا۔ مسجدیں بنوائیں اور غربا پر خرچ کرتے رہے اگر وہ چاہتے تو ہمیں بھی لندن میں تعلیم دلوا سکتے تھے چار دفعہ مجھے حج کروایا ایک دفعہ بھی لندن کی سیر نہیں کرائی۔ نہ کوٹھی بنائی نہ کار لی۔ ایک اللہ کا بندہ جرمنی سے نئی کار لے کر آیا اور حضرت کو پیش کی اور عرض کیا کہ اس کار کی مرمت، پٹرول کا خرچ اور ڈرائیور کی تنخواہ میرے ذمے آپ اس کو قبول فرمائیں۔ حضرتؒ نے کار لینے سے انکار فرما دیا۔ فرمایا کرتے تھے کہ دنیا داروں کی غرور کی گردن کو کاٹنے کے لئے میں نے استغناء سے تیز دھار آلہ نہیں دیکھا۔

حضرتؒ فرمایا کرتے تھے کہ لوگوں کی عادت ہے جب کوئی مرجائے تو اس کا مال وارثوں میں تقسیم کرنے کی بجائے ملّاں ملونٹوں کی فرمائشوں پر ختم وغیرہ پر خرچ کیا جاتا ہے اور اگر کوئی صحیح مسئلہ بتائے تو وہ "وہابی"۔ یہی حال شادیوں کے موقعوں پر ہوتا ہے۔ نہ اپنی حیثیت دیکھتے ہیں نہ دوسروں کی اور لاکھ لاکھ روپے مہر مقرر کر دیتے ہیں۔ ایک مرتبہ حضرتؒ ایک شخص کے ہاں نکاح پڑھنے کے لئے تشریف لے گئے۔ مہر ایک لاکھ بتایا گیا۔ حضرتؒ نے پوچھا لڑکے کی اتنی حیثیت تو ہے نہیں وہ کہاں سے دے گا۔ ان لوگوں نے کہا "مولوی جی یہ تو سب کہنے کی باتیں ہیں ہم لیتے دیتے کچھ بھی نہیں آپ نکاح پڑھ دیجئے" حضرتؒ نے فرمایا کسی دو ٹکے کے مولوی کو بلا کر نکاح پڑھوا لینا میں بھاڑے کا ٹٹو نہیں ہوں۔ حضرتؒ یہ کہہ کر چلے آئے آخر کسی مولوی نے نکاح پڑھا ہی ہوگا۔

جنازہ کی نماز پڑھنے سے پہلے حضورؐ پوچھا کرتے تھے کہ کسی کا قرض تو میت کے ذمے نہیں ہے؟ ہمارے مولویوں نے بھی کبھی پوچھا ہے۔ شہید کے سارے گناہ معاف مگر قرض معاف نہیں ہو سکتا۔ حضرتؒ فرمایا کرتے تھے کہ آج کل مسلمان وہ کہلاتا ہے جو لے کر نہ دے۔ فرمایا کرتے تھے کہ مجھ سے ملنے والے بھنگی چرسی یا جینڈ پینے والے تو نہیں ہوں گے حضرتؒ سے جس نے بھی قرض لیا واپس نہیں کیا۔ مجھے بھی نہیں دیا۔ نام گنوا سکتا ہوں۔ مگر قیامت میں نہ مانگوں گا

بعض لوگ کہتے ہیں کہ قربانی حرام ہے اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ اسی روپے سے ڈسپنسریاں اور سکول بن سکتے ہیں۔ میں پوچھتا ہوں کہ آج عراق کے صدر جو پاکستان کے دورہ پر آئے ہوئے ہیں۔ ان کی آمد پر لاکھوں روپے آتش بازیوں اور جھنڈیوں محرابوں وغیرہ پر خرچ کر رہے ہیں یہ کس کام ہیں۔ یہی سرمایہ اپنے عوام کے دوا دارو پر لگ سکتا ہے۔ ہزاروں غربا ہیں ان کا کوئی پرسانِ حال نہیں ہے۔ کئی غریبوں کی لڑکیاں نکاح کے بغیر بیٹھی ہیں اور

بقیہ بر صفحہ ۱۲

مرتبہ: محمد عثمان غنی بی اے
واہ کینٹ

ہمارے اکابر ایک ہی دربار دُربار کے گوہر تھے

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی کا دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع پشاور میں خطاب

۲۲ مارچ ۱۹۶۲ء کو حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک تشریف لے گئے۔ یہ دار العلوم تقسیم ملک کے بعد دینی تعلیم کی ترویج و ترقی کے لئے خدا کے سہارے پر حضرت مولانا عبد الحق صاحب نے ایک معمولی سے مکتب کی شکل میں شروع کیا۔ الحمدللہ آج یہ ایک وسیع درس گاہ بن چکی ہے جہاں قرب و جوار کے علاقوں ریاستوں افغان قبائل اور افغانستان تک سے سینکڑوں تشنگان علم الٰہی ہر سال آتے ہیں۔ ان کے تمام مصارف مدرسہ کی طرف سے پورے کئے جاتے ہیں۔ دار العلوم کے مختلف شعبہ جات ہیں اور ایک بہت بڑا مطبخ ہے جہاں سے دو وقت کا کھانا طلبہ کو مفت دیا جاتا ہے۔ ایک عظیم الشان جامع مسجد اور جدید طرز پر طلبہ کے لئے ہوسٹل بھی زیر تعمیر ہے جس پر لاکھوں روپے کے خرچ کا تخمینہ ہے۔ حضرت مولانا انور نے تمام شعبہ جات کا معائنہ فرمایا۔ دار العلوم کی طرف سے مولانا شیر علی شاہ صاحب مدرس نے عربی میں ایک سپاسنامہ پیش کیا جس کے جواب میں حضرت نے مندرجہ ذیل تقریر کی۔

استاذی المکرم و شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد الحق صاحب، اساتذۂ گرامی و طلبائے عزیز میرے دوستو اور بھائیو!

مجھ نالائق پر اللہ تعالٰے کے بے شمار احسانات ہیں۔ زبان نہیں کہ شکر ادا کرسکوں الفاظ نہیں کہ اپنا مافی الضمیر بیان کرسکوں۔ ایک شعر زبان پر آرہا ہے ؎

مجھ سے گناہ گار کو کیا کیا عطا کیا!
اے ذوق کیا ہی شان ہے پروردگار کی

اللہ تعالٰی کا کسقدر انعام اور بے پناہ عنایات ہیں کہ ایک گنہگار، کم علم اور نالائق طالب علم کو ایک پاک گھرانے میں پیدا ہونے کی سعادت بخشی۔ حضرت والد بزرگوار (اللہ تعالٰے ان کے درجات اعلٰی علیین میں کرے)، پھر اس دور کے شیوخ کے استاد حضرت شیخ الہند، حضرت مدنی، حضرت مولانا انور شاہ صاحب تمام بزرگوں کی خصوصی توجہ تھی۔ ادھر سندھ کے روحانی بزرگان کرام کو اللہ تعالٰے نے اعلٰے و ارفع مقام عطا فرمایا تھا۔ حضرت دین پوریؒ اور حضرت امروٹیؒ اپنے وقت کے بے مثال بزرگ اور کفر و شرک کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں انوار الٰہی کی شمعیں فروزاں کرنے والے تھے۔ وہ سلسلۂ خیرات والد بزرگوار کے واسطے سے لاہور پہنچا۔ اور اب مجھے حضرتؒ کی ذمہ داریاں نبھاتے ہوئے جہاں بھی جانا ہوتا ہے عوام اور خواص محبت اور شفقت کا اظہار کرتے ہیں ؎

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

کُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ

آج حضرت والد بزرگوار اس دنیا میں نہیں ہیں۔ کبھی حضرت نوحؑ تھے، کبھی حضرت ابراہیمؑ کبھی حضرت اسماعیلؑ، کبھی حضرت عیسٰیؑ سب اپنے اپنے فرائض ادا کرکے چلے گئے اگر بقا ہی منظور ہوتی تو اللہ تعالٰے حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو ہی رہنے دیتے۔ ہر کوئی یہاں سے توشۂ آخرت لے کر چلا جاتا ہے۔ جب نبوت کا دروازہ بند ہوا تو عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ کے مصداق چونکہ یہ کام تا قیامت جاری رہنا تھا ہمارے اکابر و اسلاف کو اللہ تعالٰے نے وہی مقام عطا فرمایا۔ ہمارے اکابر فضلاء تھے۔ انہوں نے الجزائر، حجاز، مصر، شام، عراق وغیرہ میں دینی خدمات انجام دیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ کے شاگردوں اور فرزندوں نے اسلام کی بے مثال خدمات سر انجام دیں۔ میں ابھی ابھی اپنے استاد و شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد الحق صاحب سے عرض کر رہا تھا کہ حضرت مدنیؒ دورۂ حدیث میں اکثر یہ جملہ ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ قرآن مجید نازل ہوا حجاز میں، پڑھا گیا، مصر میں لکھا گیا بیروت میں، چھپا استنبول میں اور سمجھا گیا ہندوستان میں۔

میرے بڑے بھائی حضرت مولانا حافظ حبیب اللہ صاحب مجھ سے دس سال پہلے پیدا ہوئے، دس سال پہلے ہی دیوبند سے فارغ ہوئے اور حضرتؒ کی غیر حاضری میں ان کی جگہ کام کیا کرتے تھے۔ میں دس سال بعد دیوبند میں داخل ہوا پھر دس ہی سال بعد وہ مدینہ طیبہ میں چلے گئے وہ دس سال پہلے حج کے لئے گئے تھے۔ آج کل وہ مدینہ منورہ میں مقیم ہیں اور ایک لمحہ کے لئے وہاں سے ہٹنے کو تیار نہیں۔ ایک دفعہ والدہ مرحومہ نے آنے کو کہا تو جواب میں لکھا کہ تھوڑا سا اور انتظار کرلیں جنت میں مل لیں گے۔ حرمین الشریفین سے جدائی منظور نہیں۔ خدا معلوم کوئی غلطی ہو جائے۔ چنانچہ حضرت والد بزرگوار رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد مجھ ناکارہ کو ان کی جگہ پر بٹھا دیا گیا۔ انشاء اللہ عنقریب جنت میں سب اکٹھے ہوں گے۔ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ کے مصداق جس طرح اس دنیا میں جن لوگوں سے محبت ہوتی ہے ان سے یہاں بھی میل ملاپ رہتا ہے وہاں بھی انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا۔ یہ غیر مربوط جملے مجبوراً کہہ رہا ہوں اپنے اساتذہ کے سامنے تقریر کرتے ہوئے شرم محسوس ہو رہی ہے

اللہ تعالٰے حضرت مولانا عبد الحق صاحب کا سایہ ہما پایہ تا دیر سلامت رکھے۔ انسان کوئی چیز نہیں اللہ تعالٰی اپنی عنایات کی بوچھاڑ کریں۔ ؎ پیا جس کو چاہیں سہاگن بنائیں۔

حضرت مدنیؒ فرمایا کرتے تھے جس کو اللہ تعالٰے آخرت میں سرخرو فرمانا چاہتے ہیں ان کو یہاں ہی شان عطا کرتے ہیں اور وہ لوگ مور و ملخ کی طرح ان کے اردگرد جمع ہو جاتے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں اللہ تعالٰے نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا

لَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ۔

ترجمہ: اے نبیؐ! اگر تو متشدد ہوتا تو کوئی تیرے نزدیک نہ آتا۔

حضورؐ بڑے ہی نرم مزاج تھے۔ دشمنان اسلام پر بھی شفقت فرماتے۔ اللہ تعالٰے کے حضور میں جب آپ نے رئیس المنافقین عبد اللہ بن ابی کی مغفرت کے لئے دعا فرمائی تو اللہ تعالٰے نے ذرا سخت لہجہ اختیار کیا کہ اگر آپ اس بدبخت کے لئے ستر بار بھی مغفرت چاہیں

نمازِ اسلام اور کفر میں حدِّ فاصل اور کامل ترین عبادت ہے

میاں غلام حسین قلعہ گوجر سنگھ لاہور

اِنَّنِیْ اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ ۝

(پ۱۶ سورہ طٰہٰ آیت ۱۴)

ترجمہ: بے شک میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں پس میری ہی بندگی کرو اور میری ہی یاد کے لئے نماز پڑھو۔

نماز اسلام کا ایک اہم رکن ہے اور ایمان کے بعد مسلمان کی عملی زندگی کا سنگِ بنیاد ہے۔ نماز پورے اسلام کی میزان الکل ہے اور فی الحقیقت پورا اسلام اور جامع عباداتِ اسلام ہے اور جب جامع عبادات ہے تو گویا نماز کا ادا کرنا ساری عبادات اسلام کا ادا کرنا ہے۔ نماز ادا کرنے سے باقی عبادات کی طرف رغبت پیدا ہونے لگتی ہے اور وہ سہولت سے ادا ہو جاتی ہیں اس لحاظ سے نماز جامع عبادات کے علاوہ مفتاحِ عبادات بھی ہے۔ نماز کا تارک ساری عبادات کا تارک سمجھا جاتا ہے۔

شرعاً عبادت انتہائی تذلّل و انکساری کا نام ہے جس کا اظہار معبودِ حقیقی کے سوا کسی دوسرے کے آگے نہیں ہو سکتا یعنی ایسی ذلت اختیار کرنی جس کے آگے ذلت کی کوئی حد ہی باقی نہ رہے یہ ذلت اس ذاتِ بابرکات کے سامنے پیش کی جاتی ہے جو عزت کے ایسے انتہائی مقام پر ہے کہ اس سے آگے عزت کا کوئی اور درجہ ہی نہیں۔ عبادت انتہا درجہ کی نیازمندی ہے اور یہ اس وقت تک عبادت کہلانے کی مستحق نہیں ہو سکتی، جب تک بندہ سراپا نیاز ہو کر اپنے پورے جبروت و جلال کے تصور کے ساتھ سرِ عبودیت نہ جھکائے۔ اس حقیقت کو سامنے رکھ کر اسلامی عبادات پر نظر ڈالیں تو معلوم ہوگا کہ حقیقی عبادت صرف نماز ہی ہے انسان کا وہ فعل جس سے سرتاپا نیازمندی عبودیت بے بسی، بیچارگی اور انتہائی ذلت کے سوا دوسری کوئی چیز ظاہر ہی نہیں ہوتی وہ صرف نماز ہی ہے۔ نماز ہی ایک ایسی عملی عبادت ہے جس کو حقیقی طور پر عبادت کہہ سکتے ہیں نماز میں انسان حق تعالیٰ کی حضوری میں دست بستہ نظر نیچے کئے ہوئے ذلت و مسکنت کی تصویر بن جاتا ہے پھر رکوع میں جھکنا اور آخر کار سب سے زیادہ باعزت چیز ناک اور پیشانی کو اپنے معبود کے سامنے خاک پر ٹیک دینا اور اپنے مالک کی عزتِ مطلقہ کے سامنے اپنی ذلتِ مطلقہ کا عملاً اور ہیئتاً اعتراف کرنا اس سے بڑھ کر بندگی اور غلامی کی اور کیا صورت ہو سکتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ نماز دین کا ستون ہے جس نے اسے قائم رکھا اس نے دین کو قائم رکھا اور جس نے اسے منہدم کر دیا اس نے دین کی عمارت کو ہی منہدم کر دیا۔ نماز بذاتِ خود مکمل اسلام ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سے پتہ چلتا ہے کہ نماز کی کیا اہمیت ہے۔ نماز ایک جامع مکمل اور مؤثر عبادت ہے جس کے متعلق قرآن کریم میں بے شمار مقامات پر بڑی تاکید آئی ہے۔ نماز میں بندہ اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوتا ہے نماز کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ یہ انسان کو بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے اور اس کو پاک و ستھرا بناتی ہے نماز ہمارے ہر دکھ کا علاج ہے اور ہر درد کی دوا اور ہر زخم کا مرہم ہے۔

نماز سے مقصودِ اعظم اللہ تعالیٰ کی یاد ہے گویا نماز سے غافل ہونا خدا کی یاد سے غافل ہونا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

مَنْ تَرَکَ الصَّلٰوۃَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ کَفَرَ۔

جو جان بوجھ کر اس اہم عبادت کو ترک کر دے تو اس کے اس ترک کو کفر کے سوا اور کیا لقب دیا جائے نماز کے سوا اور کسی عبادت کے ترک کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کفر سے تعبیر نہیں کیا۔

نماز ساری کائنات پر فرض کی گئی ہے

تُسَبِّحُ لَہُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِیْہِنَّ ط وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ وَلٰکِنْ لَّا تَفْقَہُوْنَ تَسْبِیْحَہُمْ اِنَّہٗ کَانَ حَلِیْمًا غَفُوْرًا ۝

(پ۱۵ سورہ بنی اسرائیل آیت ۴۴)

ترجمہ: ساتوں آسمان اور زمین اور جو کوئی ان میں ہے اس کی پاکی بیان کرتے ہیں اور ایسی کوئی چیز نہیں جو اس کی حمد کے ساتھ تسبیح نہ کرتی ہو لیکن تم ان کی تسبیح کو نہیں سمجھتے بے شک وہ بردبار اور بخشنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی ہر مخلوق زبان سے یا حال سے اس کی پاکی اور خوبیاں بیان کرتی ہے لیکن تم نہیں سمجھتے۔ اس آیت میں تعمیم کے ساتھ کائنات کے ذرہ ذرہ کو تسبیح زبان بتایا گیا ہے کسی نوع کی تخصیص نہیں کی گئی احادیث میں اس کی بہت سی تفاصیل موجود ہیں۔ یہ تسبیح اور ذکرِ الٰہی ہی نماز ہے جس کا پابند اللہ تعالیٰ نے اپنی ساری مخلوق کو بنایا ہے۔ ہر نوع کی نماز کی ہیئت اور شکل الگ الگ ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

کُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَہٗ وَتَسْبِیْحَہٗ

ہر ایک نے اپنی نماز اور تسبیح کو جان لیا ہے یعنی اسی طرح جس طرح ہر چیز نے خلقی اور پیدائشی طور پر اپنے کھانے پینے کے ڈھنگ اور اپنی طبعی خصوصیات کو پہچان لیا ہے کوئی بھی طبیعات میں کسی تعلیم کا محتاج نہیں ہوتا اس کلیہ کے عموم میں جمادات نباتات اور حیوانات وغیرہ سب آجاتے ہیں۔ ہر چیز کی نماز اس کی خلقی وضع قطع سے طبعاً ادا ہوتی رہے مثلاً درختوں میں چلنا پھرنا اور جھکنا نہیں ہے اس لئے درختوں کی نماز صرف قیام ہی ہے یعنی ان کی صورت نوعیہ ہی ایسی بنائی گئی ہے کہ وہ کھڑے ہوئے ہی نماز ادا کر رہے ہیں گویا کہ وہ قیام کی حالت میں حکمِ الٰہی کے سامنے سرو قد کھڑے ہوئے اپنی نیازمندی کا ثبوت دے رہے ہیں۔ پھر جو چوپایوں کی نماز صرف رکوع ہے یعنی ان کی خلقی ہیئت ہی ایسی بنائی گئی ہے کہ وہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کے سامنے رکوع میں جھکے ہوئے ہیں۔ حشرات الارض یعنی رینگنے والے اور پیٹ کے بل سرک کر چلنے والے کیڑے مکوڑوں کی نماز بصورت سجدہ ہے وہ ہر وقت اللہ کے سامنے سربسجود ہیں اور سرنگوں

ہیں - پہاڑوں کی نماز بحالت تشہد اور قعود ہی اور ہر وقت زمین پر دو زانو جمے ہوئے بیٹھے ہیں ان کی صورت تو عبد ہی یہی ہے کہ وہ رکوع وسجود اور قیام نہ کریں پھر سیاروں اور آسمانوں کی طرف دیکھو تو ان کی نماز دوران اور گردش ہے زمین کی نماز سکون ہے - گو ساکت وصامت ہو کر اپنے مرکز پر جمی ہوئی ہے زمین کی نیاز مندی اور نماز یہی جمود اور سکون وذلت ہے - پھر ملائکہ کی نماز وہ بھی ہر وقت یاد الٰہی میں مصروف ہیں - ان میں سے لاکھوں قیام میں ہیں بس یہی ان کی نماز ہے اور ان گنت رکوع میں اور بے شمار سجدے میں - ان کی یہی نماز ہے - اسی طرح دنیا کی مختلف اقوام میں بھی نماز کے مختلف طریقے ہیں - جب ہر ایک مخلوق بحیثیت مخلوق ہونے کے نمازی بنا دی گئی تو یہ کیسے ممکن تھا کہ انسان پر نماز فرض نہ کی جاتی - انسان جامع نمونہ ہائے مخلوق ہے - اس لئے اس کی نماز بھی ساری مخلوقات کی نمازوں کی جامع بنا دی گئی - اسلامی نماز میں اللہ تعالیٰ نے ساری کائنات کی نمازیں جمع کر دیں - اس جامع نماز میں قیام تو درختوں کا سا ہے رکوع چوپایوں کا سا اور صف بندی فرشتوں کی اور گردش و دوران آسمانوں اور سیاروں کی سی ہے - نماز سارے اعضاء واجزائے بدن پر حاوی ہوتی ہے - زبان اس میں ذاکر ہوتی ہے - قلب اس میں خاشع ہوتا ہے - دماغ متفکر ہوتا ہے - ہاتھ پاؤں متحرک ہوتے ہیں اور انگلیاں غیر منتشر ہوتی ہیں غرض ہر عضو اپنے مناسب حال اس عبادت میں حصہ لیتا ہے

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنا نائب بنا کر دنیا میں بھیجا اور کائنات کے ذرہ ذرہ پر اس کو فوقیت عطا کی اس خلافت کا شرف سنبھالنے کے لئے ضروری تھا کہ وہ عبودیت کاملہ کا مظہر ہو اور عبدیت کاملہ اس کے بغیر ناممکن تھی کہ عبادت کی تمام انواع اس کی نماز میں موجود ہوں -

نماز اور تہذیب اخلاق

نماز اصلاح نفس کے لئے ایک فائق ترین مجاہدہ بھی ہے جس سے اخلاق نفس درست ہو جاتے ہیں اور بد خلقی کافور ہو جاتی ہے نفس کی بد خلقی کی بنیاد انانیت اور کبر نفس پر ہے کیونکہ کبر سے تفاخر کی عادت پڑتی ہے اور آدمی اپنے کو دوسروں سے بڑا اور فائق سمجھنے لگتا ہے اور اپنے مقابلہ میں ان کو حقیر خیال کرتا ہے اس سے باہمی نفرت اور منافرت پیدا ہوتی ہے اور منافرت کا طبعی اثر باہمی جدال وقتال کی صورت میں ظاہر ہونے لگتا ہے اس فساد کی وجہ سے بنی آدم کو کسی وقت بھی امن نہیں مل سکتا اور ساری دنیا ہی جہنم زار بن جاتی ہے کبر سے مختلف الانواع معاصی پیدا ہوتے ہیں جس سے دنیا بد امنی کا گہوارہ بن جاتی ہے اور انسانی قلوب سیاہ ہو جاتے ہیں اور لوگوں کی عافیت تنگ ہو جاتی ہے - جب آدمی اپنے کو بڑا اور دوسروں کو اپنے سے کم رتبہ سمجھنے لگتا ہے تو پھر ان کے حقوق کو پامال کرنا اور ان پر ہر طرح کا ظلم وستم کرنا جائز سمجھتا ہے ان کی املاک میں تصرف کرنا ان کا مال چھین لینا اور ان کی عورتوں پر ہاتھ ڈالنا اپنا حق سمجھتا ہے - کبر نفس تمام مفاسد کی جڑ ہے کبر اور انانیت کے مفاسد اور ان کے نتائج کو سامنے رکھتے ہوئے اب ذرا نماز میں غور کیجئے اس کا ہر ہر رکن اور ہر ہر فعل اس کبر نفس کے لئے تبر اور تیشہ ہے کیونکہ اس کی ہر ہر ادا سے آدمی ذلت نفس کا اظہار ہی کرتا ہے بلکہ دل سے باور کرنے لگتا ہے کہ حق تعالیٰ کے سامنے میری ادنیٰ سے ادنیٰ ... عزت اور معمولی سے معمولی حرمت بھی نہیں ہو سکتی ترفع وکبر تو بجائے خود رہے میں تو پستی اور ذلت کے آخری درجہ میں ہوں کہ ناک اور پیشانی تک بھی خاک پر رگڑ رہا ہوں -

کبر اور انانیت جو سارے مفاسد کا منبع ہے اس طرح مٹ جاتی ہے جس طرح آفتاب شبنم کو ختم کر دیتا ہے اور نور ظلمت کو اور حق تعالیٰ کے ارشاد إِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ کی صداقت سامنے آجاتی ہے - اس سے واضح ہوتا ہے کہ اگر دنیا نمازی بن جائے تو فحش ومنکر - قولی اور فعلی معاصی، قلبی اور اخلاقی کھوٹ کو دنیا میں پناہ نہیں مل سکتی اور بد امنی و بے چینی عالم میں محض بے کس ہو کر رہ جائے -

نماز اور اجتماعی معاشرہ

نماز میں پانچ وقت کے جماعتی مظاہرے سے قدرتاً جو آثار نمازیوں پر پڑتے ہیں وہ معاشرتی زندگی میں ایک دوسرے سے میل ملاپ باہمی ہمدردی اور تعاون وتناصر کی صورت میں ظاہر ہوتے ہیں یعنی لوگ قدرتی طور پر اجتماعی حیات کی طرف توجہ کرنے لگتے ہیں کیونکہ جب عبادت جیسی چیزیں جو اپنی ذات سے انفرادیت اور خلوت کو چاہتی ہے اسلام نے یہ اجتماع اور جلوت پیدا کر دی ہے کہ جس سے نماز عبادت ہونے کے ساتھ ساتھ خلافت کا حق بھی ادا کرنے لگی تو معاشرت اور مدنیت جیسی چیزیں جو اپنی ذات سے جلوت و اجتماع چاہتی ہے ایک نمازی انسان کیسے انفراد پسند بن سکتا ہے اس لئے اسلامی نماز کا خلاصہ لازمی ہی یہ ہے کہ وہ مسجد کے فرش پر اجتماعیت کا سبق پڑھا کر خدا کی پوری زمین پر جو امت کے لئے مسجد بنا دی گئی ہے اجتماعیت عامہ کی طرف متوجہ کر دیتی ہے اور ایک پختہ نمازی جو نماز کی حقیقت کو مدنظر رکھ کر نماز ادا کرتا ہے وہ یقیناً اس نتیجہ پر پہنچ کر رہے گا کہ مسلمان کی زندگی کے ہر ہر شعبہ کو خواہ وہ سیاسیات سے تعلق رکھتا ہو - خواہ عبادات سے یا عادات سے اجتماعی بنانا ضروری ہے - باہمی تعلقات اور تعاون کو استوار کرنے کے لئے کہیں اسلام نے عیادت مریض رکھی تا ایک دوسرے کے دل میں ہمدردی پیدا ہو کہیں جنازوں میں شمولیت کی رغبت دلائی تاکہ میت کی خدمت بھی کسی ایک گھرانے یا قبیلہ سے مخصوص نہ رہے بلکہ عامۃ المسلمین کا فریضہ بن جائے، اور مرنے جینے میں سب ایک دوسرے کے شریک حال رہیں کہیں ایک دوسرے کو ہدیہ دینے کی رسم جاری کی تاکہ باہمی محبت کی تجدید ہوتی رہے اور دلوں کی کدورتیں صاف ہوتی رہیں ادھر یگانہ اور بیگانہ کے لئے تحیۃ وسلام رکھا تاکہ ایک دوسرے سے قریب رہیں اور مصافحہ پر مغفرت کے وعدے دیئے اسلام کی اس اجتماعی پروگرام کے سامنے رکھ کر آپ غور کریں تو یہ پروگرام اپنی دینی حقیقت کے ساتھ صرف ایک نماز ہی کا پروگرام پائیں گے اسی میں یہ نظام عمل حقیقی للہیت وایثار کے ساتھ کارفرما نظر آئے گا - غرض نماز سے پیدا شدہ جذبات عام انسانی ہمدردی کو ایسی حد پر لا کر کھڑا کر دیتے ہیں کہ خدمت خلق عبادت رب کے ہم پلہ نظر آنے لگتی ہے اور اس میں انفرادیت کی بجائے اجتماعی رنگ پیدا ہو جاتا ہے - نماز با جماعت دنیا میں جماعتی زندگی اور مرکزیت قائم کرنے کا ذریعہ بن جاتی ہے

سب سے پہلے نماز نے جو اسوہ پیش کیا ہے وہ یہ ہے کہ فرض نمازیں، گھروں میں ادا نہ کی جائیں بلکہ مساجد میں حاضر ہو کر ادا کی جائیں - پھر مساجد میں لا کر یہ نہیں کہا گیا کہ مسجد میں ہر شخص اپنی اپنی نماز الگ الگ پڑھ کر چلا جائے کیونکہ اس میں خلوت تو ٹوٹ جاتی ہے مگر انفرادیت باقی رہ جاتی ہے اور اجتماعی زندگی کے منافی ہے اس لئے حکم دیا گیا کہ مساجد میں پہنچ کر مل کر نماز پڑھی جائے اور ایک جماعت بن کر فریضۂ نماز جماعتی حیثیت سے

پیش کیا جائے جس کے متعلق قرآن نے فرمایا وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ ٥ اس سے جماعت کا وجود اور اس کی تاکید مفہوم ہوتی ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نابینا تک کو جماعت چھوڑنے اور گھر میں نماز پڑھنے کی اجازت نہیں دی۔ احادیث نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم میں نماز با جماعت کی شدت کے ساتھ تاکید کی گئی ہے۔ نماز با جماعت ہمیں دن میں پانچ مرتبہ عملی طور پر بتلاتی ہے کہ جس طرح خدا کے گھر (مسجد) میں تم اس کی یاد کر رہے ہو اسی طرح خدا کے بنائے ہوئے اس بڑے گھر یعنی دنیا میں بھی مل کر اسے یاد رکھو یعنی جماعتی زندگی اختیار کرو اور انفرادیت کو ترک کر دو۔ خیر و برکت قوت و نصرت برتری اور فضیلت صرف جماعتی زندگی میں ہے

نماز مومن کی معراج ہے

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِيْنَ ٥

نماز مؤمنوں کی معراج ہے

شریعت میں ضیاع صلٰوۃ کو ضیاع دین سمجھا جاتا ہے جس سے نماز کی غیر معمولی اہمیت واضح ہو جاتی ہے شاید یہی وجہ ہے کہ تمام عبادات اسلامی اس طرح نازل ہوئیں کہ کسی کا حضور پر الہام فرمایا گیا کسی عبادت کا حکم وحی کے ذریعے دیا گیا کسی عبادت کو خواب کے ذریعے منکشف کیا گیا کسی کو دوسروں کے فعل اور حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام کے تقریری سکوت کے ذریعہ مشروع کیا گیا لیکن نماز کی فرضیت کے لئے ان سب سے نرالا اور جدا ایک ممتاز طریقہ اختیار فرمایا گیا اور وہ یہ کہ نماز فرض کرنے کے لئے خود جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے پاس بعد بھیجا شب معراج میں عرش عظیم پر مدعو فرمایا اور پھر انتہائی قرب سے مقرب بنا کر یہ نماز کا ہدیہ عطا فرمایا اور عبادتیں تو خود اوپر سے نیچے اتریں اور اس عبادت کے لئے حضورؐ کو نیچے سے اوپر اٹھایا گیا، اور عبادتوں کی وحی زمین پر ہوئی اور نماز کی وحی آسمانوں سے بھی اوپر ہوئی اور عبادتیں تو بواسطۂ ملائکہ مشروع ہوئیں اور نماز بلا واسطہ خود معبودِ حقیقی نے بطور شرعی تحفہ عنایت فرمائی اس سے نماز کی اہمیت کا اندازہ لگایئے کہ حق تعالےٰ کو اس عبادت کا کس قدر اہتمام ہے جس کا راز یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ جامع اطاعت خود ایک مستقل مذہب اور پورا اسلام ہے۔

واقعی یہ ایک حقیقت ہے کہ نمازی کو نماز میں معراج ہوتی ہے۔ نماز کو معراج سے خاص مناسبت ہے۔ معراج میں حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام کو جو برکات اور روحانی سربلندیاں عطا ہوئیں ان کا خلاصہ تین چیزیں ہیں ایک مشاہدۂ حق دوسرا قربِ انتہائی تیسرا مکالمۂ حق چنانچہ التحیات میں اس مکالمہ کی حکایت کی جاتی ہے جو ابد الدہر تک دہرائی جائے گی۔ اگر باخبری سے کام لو، تو سرور کائنات علیہ افضل التحیات والتسلیمات کی جوتیوں کے طفیل میں ہر نمازی مسلمان کو یہ تینوں مقامات دن میں پانچ مرتبہ نماز میں عطا ہوتے ہیں۔ اول مشاہدہ تو حدیث میں ارشاد ہے کہ بحالت قیام بندہ کی نظر اللہ کے چہرے پر ہوتی ہے جیسا کہ چہرہ اس کی شان کے مناسب ہے۔ دوم قرب۔ سجدہ میں قرب کی انتہا ہو جاتی ہے — سوم کلام۔ تو وہ ہر رکعت میں میسر ہوتا ہے۔ کیونکہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ لازم ہے اور فاتحہ کے بارے میں حدیث میں صریح ارشاد ہے کہ اس کے ہر ایک جملہ کا جواب اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہاتھ در ہاتھ دیا جاتا ہے اس لئے نماز کو مومن کی معراج کہا گیا ہے

(ماخوذ از رسالہ فلسفۂ نماز۔ مصنفہ حکیم الامت حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہٗ مہتمم دار العلوم دیوبند (ہند)

نماز میں خشوع و خضوع

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۙ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ ۙ

(پ۱۸ سورۃ المومنون آیت ۱، ۲)

ترجمہ: بے شک ایمان والے کامیاب ہو گئے جو اپنی نماز میں عاجزی کرنے والے ہیں

خشوع کے معنی کسی کے سامنے خوف و ہیبت کے ساتھ ساکن اور پست ہونا۔ ابن عباس رضؓ نے خاشعون کی تفسیر خائفون ساکنون سے کی ہے۔ اصل خشوع قلب کا ہے اور اعضائے بدن کا خشوع اس کے تابع ہے۔ جب نماز میں قلب خاشع و خائف اور ساکن و پست ہوگا تو خیالات ادھر ادھر بھٹکتے نہیں پھریں گے۔ ایک ہی مقصود پر جم جائیں گے پھر... ...خوف و ہیبت اور سکون و خضوع کے آثار بدن پر بھی ظاہر ہونے لگیں گے مثلاً بازو اور سر جھکانا نگاہ کا پست ہونا ادب کے ساتھ دست بستہ کھڑا ہونا ادھر ادھر نہ دیکھنا اور اسی طرح کے افعال و احوال۔ انتہائی فلاح اور کامیابی انہیں مومنین کو حاصل ہوگی جو خضوع و خضوع کے ساتھ نمازیں ادا کرتے ہیں اور بے کار مشغلوں میں وقت ضائع نہیں کرتے۔ ہر شخص کی استعداد جدا ہے اور اپنی استعداد کے مطابق نماز میں حق تعالےٰ کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اسی قدر خشوع و خضوع اس کے قلب میں پیدا ہوتا ہے۔

توجہ الی الشئ الواحد کا ایک سہل طریقہ یہ ہے کہ انسان اپنی تمام طاعات صلٰوۃ و تلاوت اور اذکار وغیرہ میں اس بات کا تصور رکھے کہ اللہ تعالےٰ اس کے تمام افعال و اعمال کو دیکھ رہا ہے اور یہ سب عنقریب اس کے اجلاس میں پیش ہوں گے تو ان میں کوئی ایسا اختیاری فعل نہ ہو جو پیشی کے قابل نہ ہو بس اتنا تصور کافی ہے ابتدا میں تو استحضار ضعیف ہوگا مگر لگاتار کوشش کے بعد اس پر دوام ہو جائے گا۔ جو لوگ کمال صلٰوۃ کے لئے خطرات کے نہ آنے کو شرط سمجھتے ہیں وہ غلطی پر ہیں خطرات کا لانا تو اختیاری ہے لیکن خطرات کا آنا غیر اختیاری ہے اور امر عمل اختیاری مخل کمال ہوتا ہے اور غیر اختیاری کا وجود نہ تو مخل کمال ہے اور نہ عدم تکمیل صلٰوۃ ہے اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا کسی کو وسعت سے زیادہ اللہ تعالےٰ تکلیف نہیں دیتے اور وساوس اضطراریہ وسعت سے خارج ہیں۔ شیطان انسان کو وساوس میں مبتلا کرتا رہتا ہے تاکہ وساوس سے گھبرا کر عبادت ترک کر دے۔ انسان کا فرض یہ ہے۔ قُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ٥ کی تعمیل کر دے۔ وضو کر کے دست بستہ ادب کے ساتھ اپنے مالک کے سامنے کھڑا ہو جائے دلوں کا پھیرنا اور ان میں عجز و انکساری پیدا کرنا یہ مالک الملک کے اختیار میں ہے۔ اپنے اختیار اور وسعت کے مطابق وساوس اختیاریہ سے بچنے کی کوشش کرے اور ہر وقت دل میں یہ تصور رکھے کہ میں اللہ کے سامنے ہوں اور وہ میرے ہر عمل اور میری ہر حرکت کو دیکھ رہا ہے۔ لقاءِ رب اور رجوع الی اللہ کا استحضار کرنے سے آہستہ آہستہ خشوع حاصل ہو جائے گا۔

نماز پر خود بھی قائم رہو اور اپنے گھر والوں کو بھی نماز کا حکم دو

وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ۭ لَا نَسْـَٔــلُكَ رِزْقًا ۭ نَحْنُ نَرْزُقُكَ ۭ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى ٥ پ۱۶ سورہ طٰہٰ آیت ۱۳۲

ترجمہ! اور حکم کر اپنے گھر والوں کو

باقی بر صفحہ ۱۴

مؤمنین کاملین کی امداد و اعانت کرنا اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لے رکھا ہے

ایم عبدالرحمٰن لودھیانوی شیخوپورہ

ارشاداتِ ربّانی

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا ؕ وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ○

(پ ۲۱ ع ۸)

ترجمہ! اور ہم تجھ سے پہلے بہت رسول اپنی اپنی قوم کے پاس بھیج چکے ہیں جو اُن کے پاس نشانیاں لے کر آئے پھر ہم نے مجرموں سے بدلہ لیا اور ایمان والوں کی مدد کرنا ہم پر حق ہے۔

یہ اللہ کی عادت اور وعدہ ہے کہ مجرمین و مکذبین سے انتقام لے اور مؤمنین کاملین کو اپنی امداد و اعانت سے دشمنوں پر غالب کرے۔ مقبول اور مردود جدا کر دیئے جائیں گے منکروں پر ان کے انکار کا وبال پڑے گا وہ اللہ کو اچھے نہیں لگتے اس بات کا اظہار دنیا ہی میں ہو کر رہے گا۔

مذکورہ آیت میں آنحضرت اور تمام اہل ایمان کو خدا تعالےٰ نے تسلی دی ہے اور دستورِ قدرت کی صراحت فرماتے ہوئے انجام کار کامیابی کا پختہ وعدہ فرمایا ہے اور کافروں کی بربادی و تباہی کی طرف بھی اشارہ کیا گیا ہے۔

حاصل ارشاد یہ ہے کہ آپ سے پہلے بھی ہم نے خوشخبری دینے والے پیغمبر بھیجے اُنہوں نے اپنی قوموں کے پاس جا کر پیامِ الٰہی سنایا اور حیات بخشی کی صداقت کے ثبوت میں کھلے کھلے نشانات بھی پیش کئے لیکن کچھ لوگوں نے ان کے قول کو مانا کچھ نے نہ مانا، جنہوں نے نہ مانا اُن سے انتقام لیا ان کو دنیا میں ذلیل و خوار اور خستہ خراب حال اور برباد کیا اور آخرت میں ہمیشہ کا عذاب ان کے لئے تیار کیا گیا اور جن لوگوں نے سچے دل سے مان لیا اور احکامِ نبوت کی تعمیل کی، ان کی امداد اللہ نے کی کیونکہ اللہ کے وعدہ کے مطابق اس پر اہلِ ایمان کو کامیاب بنانا لازم ہے۔

ہم نے مومنوں کو کامیاب بنایا کیونکہ مومنوں کی مدد کرنا لازم ہی ہے۔ اس کلام سے ظاہر ہو گیا کہ کافروں کو برباد اور مسلمانوں کو فتحیاب کیا جائے گا۔

شبہ کیا جا سکتا ہے کہ کبھی مومنوں کا گروہ بلکہ بعض پیغمبر فتحیاب نہیں ہوئے کافروں کو غلبہ حاصل ہوا اور پیغمبروں کی شہادت تک نوبت پہنچی۔ زکریاؑ، یرمیاہؑ، یحییٰؑ وغیرہم بہت سے پیغمبر ستائے گئے اور ان کو قتل کیا گیا پھر نصرت اہل ایمان کا کلیہ کس طرح صحیح ہو سکتا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ نصرت کبھی دنیا میں ہوتی ہے اور کبھی صرف آخرت میں، آخرت کی سرخروئی اور نصرت سے کوئی مومن محروم نہیں ہو سکتا اور دنیا میں مغلوبیت اہل ایمان کی بہت کم مثالیں ملیں گی تاہم اہل حق کو کبھی عارضی مغلوبیت ہو جاتی ہے چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ جس کسی مسلمان نے اپنے مسلمان بھائی کی آبرو بچائی تو اللہ پر حق ہے کہ قیامت کے روز اُس سے جہنم کی آگ دُور فرمائے اس کے بعد حضورؐ نے آیت مذکورہ تلاوت فرمائی (رواہ ابن ابی حاتم، الترمذی والطبرانی)

اس کے علاوہ نصرت کی دو قسمیں ہیں جمہوری اور شخصی، اگر اہل ایمان کے گروہ میں سے بعض علمبرداران حق شہید ہو گئے اور ایسا ہوتا ہی رہتا ہے تو اس سے جمہوری شکست نہیں آتی اور وعدۂ الٰہی کی تکذیب نہیں ہوتی کیونکہ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ کوئی مشن الٰہی دنیا میں ناکام ہو، یہی نصرتِ الٰہیہ اور جمہور اہل حق کی فتح ہے۔

ہاں ایک شبہ یہ کیا جا سکتا ہے کہ اشاعرہ کے مسلک پر تو کوئی چیز اللہ پر لازم نہیں ہے دنیوی کامرانی ہو یا اُخروی ثواب، سب اللہ کی مہربانی پر موقوف ہے پھر اللہ پر نصرتِ اہل ایمان کے لازم ہونے کے کیا معنی ہیں؟

اس کا جواب یہ ہے کہ ایک لزوم ذاتی ہوتی ہے اور ایک لزوم اضافی، مثلاً زید نے عمرو سے دس روپے اُدھار لئے تو اس صورت میں عمرو کے زید پر دس روپے واجب الادا ہیں خواہ زید ادائیگی کا وعدہ کرے یا نہ کرے اور اگر زید نے عمرو سے کچھ قرض نہیں لیا بلکہ خود کہہ دیا کہ ہم تمکو دس روپے دیں گے تمہارے دس روپے ہم پر لازم ہیں تو لزوم اضافی ہو گا۔ اللہ پر کسی کے حق کا لزوم ذاتی نہیں کیونکہ اُس پر کسی کا کوئی حق نہیں ہے۔ ہر نیکی اُس کے دنیوی احسانات کو بھی نہیں اُتار سکتی۔ آخرت کا استحقاق پیدا کرنا تو درکنار، ہاں چونکہ اللہ تعالےٰ نے خود اپنے اوپر نیکیوں کا حق لازم کر لیا ہے اور فرما دیا ہے كَتَبَ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ اور وعدۂ الٰہیہ کی خلاف ورزی محال ہے اس لئے امداد اہلِ ایمان اللہ پر لازم قرار پائی دنیا میں بھی اور دین میں بھی، لیکن ایمان اس امداد کا موجب نہیں بلکہ وعدہ الٰہیہ موجب ہے۔

(۲) وَاُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَا ؕ نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ○

(پ ۲۸ ع ۱۰)

ترجمہ! اور ایک اور چیز دے جس کو تم چاہتے ہو اللہ کی طرف سے مدد اور فتح اور ایمان والوں کو خوشخبری سنا دے

یعنی اصلی اور بڑی کامیابی تو وہی ہے جو آخرت میں ملے گی۔ جس کے سامنے ہفت اقلیم کی سلطنت کوئی چیز نہیں۔ لیکن دنیا میں بھی ایک چیز جسے طبعاً تم محبوب رکھتے ہو دی جائے گی وہ کیا ہے؟ نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ، اللہ کی طرف سے ایک مخصوص امداد اور جلد حاصل ہونے والی فتح و ظفر، جن میں سے ہر ایک دوسرے کے ساتھ چولی دامن کا تعلق رکھتی ہے، دنیا نے دیکھ لیا کہ قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کے ساتھ یہ وعدہ کیسی صفائی سے پورا ہوا اور آج بھی مسلم قوم اگر سچے معنوں میں ایمان اور جہاد فی سبیل اللہ پر ثابت قدم ہو جائے تو یہی کامیابی ان کی قدم بوسی کے لئے حاضر ہے۔ یہ خوشخبری سنانا ایک مستقل انعام ہے۔ اس کے دین اور اس کے پیغمبر کے مددگار بن جاؤ اس کے حکم

کی تعمیل خدا کے فضل و توفیق سے مسلمانوں نے ایسی کی کہ اُن میں سے ایک جماعت کا تو نام ہی انصار پڑ گیا۔

(۳) وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○
(پ۴ رکوع ۵)

ترجمہ: اور سست نہ ہو جاؤ اور نہ غم کرو اور تم ہی غالب رہو گے اگر تم ایمان رکھتے ہو۔

تفسیر

یہ آیت جنگ اُحد کے بارہ میں نازل ہوئی جب مسلمان مجاہدین زخموں سے چُور چُور ہو رہے تھے ان کے بڑے بڑے بہادروں کی لاشیں آنکھوں کے سامنے مُثلہ کی ہوئی پڑی تھیں پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی اشقیاء نے مجروح کر دیا تھا اور بظاہر کامل ہزیمت کے سامان نظر آ رہے تھے اس ہجوم شدائد و یاس میں خداوندِ قدوس کی آواز سنائی دی۔ دیکھنا سختیوں سے گھبرا کر دشمنانِ خدا کے مقابلہ میں نامردی اور سستی پاس نہ آنے پائے۔ پیش آمدہ حوادث و مصائب پر غمگین ہو کر بیٹھ رہنا مومن کا شیوہ نہیں۔ یاد رکھو آج بھی تم ہی معزز و سربلند ہو کہ حق کی حمایت میں تکلیفیں اٹھا رہے اور جانیں دے رہے ہو اور یقیناً آخری فتح بھی تمہاری ہی ہے۔ انجام کار تم ہی غالب ہو کر رہو گے بشرطیکہ ایمان و ایقان کے راستہ پر مستقیم رہو اور حق تعالےٰ کے وعدوں پر کامل وثوق رکھتے ہوئے اطاعتِ رسول اور جہاد فی سبیل اللہ سے قدم پیچھے نہ ہٹاؤ۔ اس خدائی آواز نے ٹوٹے ہوئے دلوں کو جوڑ دیا اور پژمردہ جسموں میں حیاتِ تازہ پھونک دی نتیجہ یہ ہُوا کہ کفار جو بظاہر غالب آ چکے تھے زخم خوردہ مجاہدین کے جوابی حملہ کی تاب نہ لا سکے اور سر پر پاؤں رکھ کر میدان سے بھاگے۔

مسلمانوں کو جنگ میں جو شدید نقصان اٹھانا پڑا تھا اس سے سخت شکستہ خاطر تھے مزید برآں منافقین اور دشمنوں کے طعنے سن کر اور زیادہ اذیت پہنچتی تھی کیونکہ منافقین کہتے تھے کہ محمدؐ سچے پیغمبر ہوتے تو یہ نقصانات کیوں پہنچتے یا تھوڑی دیر کے لئے بھی عارضی ہزیمت کیوں پیش آتی۔ حق تعالےٰ نے اگلی آیات میں مسلمانوں کو تسلی دی کہ اگر اس لڑائی میں تم کو زخم پہنچا یا تکلیف اٹھانی پڑی تو اس طرح کے حوادث فریقِ مقابل کو پیش آ چکے ہیں۔ اُحد میں تمہارے پچھتر آدمی شہید اور بہت سے زخمی ہوئے تو ایک سال پہلے بدر میں ... ستر جہنم رسید اور بہت سے زخمی ہو چکے ہیں۔ اور خود اس لڑائی میں بھی ابتداءً ان کے بہت آدمی مقتول و مجروح ہوئے۔ پھر بدر میں ان کے ستر آدمی ذلت کے ساتھ قید ہوئے۔ تمہارے ایک فرد نے بھی یہ ذلت قبول نہ کی۔ بہرحال اپنے نقصان کا اُن کے نقصان سے مقابلہ کرو۔ تو غم و افسوس کا کوئی موقعہ نہیں نہ ان کے لئے کبر و غرور سے سر اٹھانے کی جگہ ہے۔ باقی ہماری عادت ہمیشہ یہی رہی ہے کہ سختی نرمی دُکھ سُکھ تکلیف و راحت کے دنوں کو لوگوں میں ادل بدل کرتے رہتے ہیں جس میں بہت سی حکمتیں پوشیدہ ہیں پھر جب وہ دکھ اٹھا کر باطل کی حمایت میں ہمت نہیں ہارے تو تم حق کی حمایت میں کیوں کر ہمت ہار سکتے ہو؟

(۴) فَلَا تَهِنُوْا وَتَدْعُوْٓا اِلَى السَّلْمِ ۖ وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ ۖ وَاللّٰهُ مَعَكُمْ وَلَنْ يَّتِرَكُمْ اَعْمَالَكُمْ ○ (پ۲۶ ع۸)

ترجمہ: سو تم بودے نہ ہو جاؤ لگو پکارنے صلح، اور تم ہی غالب رہو گے اور اللہ تمہارے ساتھ ہے اور تم کو تمہارے کاموں میں نقصان نہ دے گا

مطلب

گھبرانے کی کچھ بات نہیں، اگر صبر و استقلال دکھاؤ گے اور خدا کے احکام پر ثابت قدم رہو گے تو خدا تمہارے ساتھ ہے وہ تم کو آخر کار غالب کرے گا اور کسی حالت میں بھی تم کو نقصان اور گھاٹے میں نہ رہنے دے گا۔

(۵) لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ ۙ وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ الخ

ترجمہ: تحقیق اللہ تمہاری کئی میدانوں میں اور حنین کے دن مدد کر چکا ہے جب تم اپنی کثرت پر خوش ہوئے پھر وہ کچھ کام نہ آئی۔

تشریح

مجاہدین کو خود اپنی فوجی جمعیت و کثرت پر گھمنڈ نہ کرنا چاہیئے۔ نصرت و کامیابی اکیلے خدا کی مدد سے ہے جس کا تجربہ پہلے بھی تم بہت سے میدانوں میں کر چکے ہو۔ بدر، قریظہ و نضیر اور حدیبیہ وغیرہ میں جو کچھ نتائج رونما ہوئے وہ محض امدادِ الٰہی و تائیدِ غیبی کا کرشمہ تھا اور اب اخیر میں غزوۂ حنین کا واقعہ تو ایسا صریح اور عجیب و غریب نشان آسمانی نصرت و امداد کا ہے جس کا اقرار سخت معاند دشمنوں تک کو کرنا پڑا ہے فتح مکہ کے بعد آپ کو فوراً اطلاع ملی کہ ہوازن و ثقیف وغیرہ بہت سے قبائل عرب نے ایک لشکرِ جرار تیار کر کے بڑے ساز و سامان سے مسلمانوں پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا ہے یہ خبر پاتے ہی آنحضرتؐ نے دس ہزار ... مہاجرین و انصار کی فوج گراں لے کر جو مکہ فتح کرنے کے لئے مدینہ سے ہمراہ آئی تھی طائف کی طرف کوچ کر دیا دو ہزار طلقاء (یعنی جو فتح مکہ کے وقت مسلمان ہوئے تھے) آپ کے ہمراہ تھے یہ پہلا موقعہ تھا کہ بارہ ہزار کی عظیم الشان جمعیت کیل کانٹے سے لیس ہو کر میدانِ جہاد میں نکلی یہ منظر دیکھ کر بعض صحابہؓ سے نہ رہا گیا اور بے ساختہ بول اٹھے کہ (جب تم بہت تھوڑے تھے اس وقت ...... ہمیشہ غالب رہے تو) آج ہماری اتنی بڑی تعداد کسی سے مغلوب ہونے والی نہیں یہ جملہ "مردانِ توحید" کی زبان سے نکلنا بارگاہِ احدیت میں ناپسند ہُوا۔ ابھی مکہ سے تھوڑی دور نکلے تھے۔ کہ دونوں لشکر مقابل ہو گئے فریق مخالف کی جمعیت چار ہزار تھی جو سر کو کفن باندھ کر اور سب عورتوں بچوں کو ساتھ لے کر ایک فیصلہ کن جنگ کے لئے پوری تیاری سے نکلے تھے اونٹ گھوڑے، مواشی اور گھروں کا کل اندوختہ کوڑی کوڑی کر کے اپنے ہمراہ لے آئے تھے۔ ہوازن کا قبیلہ تیر اندازی کے فن میں سارے عرب میں شہرت رکھتا تھا اس کے بڑے ماہر تیر اندازوں کا دستہ وادیٔ حنین کی پہاڑیوں میں گھات لگائے بیٹھا تھا۔ صحیحین میں براء ابن عازبؓ کی روایت ہے کہ پہلے معرکہ میں کفار کو ہزیمت ہوئی وہ بہت سا مال چھوڑ کر پسپا ہو گئے یہ دیکھ کر مسلمان سپاہی غنیمت کی طرف جھک پڑے۔ اس وقت ہوازن کے تیر اندازوں نے گھات سے نکل کر ایک دم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشاروں پر دھاوا بول دیا۔ آنِ واحد میں چاروں طرف سے اس قدر تیر برسائے کہ مسلمانوں کو قدم جمانا مشکل ہو گیا۔ اول طلقاء میں بھاگڑ

پڑی آخر سب کے پاؤں اُکھڑ گئے زمین باوجود فراخی کے تنگ ہوگئی کہ کہیں پناہ کی جگہ نہ ملتی تھی حضور پرنور صلعم معہ چند رفقاء کے دشمنوں کے نرغہ میں تھے ابوبکرؓ، عمرؓ، عباسؓ، علیؓ، عبداللہ ابن مسعودؓ رضی اللہ عنہم تقریبًا سو یا اسی صحابہ بلکہ بعض اہل سیر کی تصریح کے موافق کل دس نفوس قدسیہ (عشرۂ کاملہ) میدان جنگ میں باقی رہ گئے جو پہاڑ سے زیادہ مستقیم نظر آتے تھے یہ خاص موقع تھا جبکہ دنیا نے پیغمبرانہ صداقت و توکل اور معجزانہ شجاعت کا ایک محیّر العقول نظارہ ظاہری آنکھوں سے دیکھا آپ سفید خچر پر سوار ہیں حضرت عباسؓ ایک رکاب اور ابوسفیان بن حارث دوسری رکاب تھامے ہوئے تھے چار ہزار کا مسلح لشکر پورے جوش انتقام میں ٹوٹا پڑتا ہے ہر چہار طرف سے تیروں کا مینہ برس رہا ہے ساتھی منتشر ہو چکے ہیں مگر رفیق اعلےٰ آپ کے ساتھ ہے ربانی تائید اور آسمانی سکینہ کی غیر مرئی بارش آپ پر اور آپ کے گنے چنے رفیقوں پر ہو رہی ہے جس کا اثر آخرکار بھاگنے والوں تک پہنچتا ہے جدھر سے ہوازن اور ثقیف کا سیلاب بڑھ رہا ہے آپ کی سواری کا منہ اس وقت بھی اُسی طرف ہے اور اُدھر ہی آگے بڑھنے کے لئے خچر کو مہمیز کر رہے ہیں دل سے خدا کی طرف لَو لگی ہوئی ہے اور زبان پر نہایت استغنا و اطمینان کے ساتھ اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبْ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ" جاری ہے یعنی بے شک میں سچا پیغمبر ہوں اور عبدالمطلب کی اولاد ہوں، اُسی حالت میں آپ کے صحابہؓ کو آواز دی اِلَیَّ عِبَادَ اللّٰہِ اِلَیَّ اَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ خدا کے بندو! اِدھر آؤ۔ یہاں آؤ۔ کہ میں خدا کا رسول ہوں۔ پھر آپ کی ہدایت کے موافق حضرت عباس رضؓ نے جو نہایت ہی اونچی آواز والے اصحاب (سمرہ) کو پکارا جنہوں نے درخت کے نیچے حضور کے ہاتھ پر بیعت جہاد کی تھی آواز کا کانوں میں پہنچنا تھا کہ بھاگنے والوں نے سواریوں کا رخ میدان جنگ کی طرف پھیر دیا، جس کے اونٹ نے رُخ بدلنے میں دیر کی وہ گلے میں زرہ ڈال کر اونٹ سے کود پڑا اور سواری چھوڑ کر حضورؐ کی طرف لوٹا۔ اسی اثناء میں حضورؐ نے تھوڑی سی مٹی اور کنکریاں اٹھا کر لشکرِ کفار پر پھینکیں جو خدا کی قدرت سے ہر کافر کے چہرے اور آنکھوں پر پڑی اُدھر حق تعالےٰ نے آسمان سے فرشتوں کی فوجیں بھیج دیں جن کا نزول غیر مرئی طور پر مسلمانوں کی تقویت و ہمت افزائی اور کفار کی مرعوبیت کا سبب ہوا پھر کیا تھا کفار کنکریوں کے اثر سے آنکھیں ملتے رہے جو مسلمان قریب تھے انہوں نے پلٹ کر حملہ کر دیا آنًا فانًا ... مطلع صاف ہوگیا بہت سے بھاگے ہوئے مسلمان لوٹ کر حضورؐ کی خدمت میں پہنچے تو دیکھا لڑائی ختم ہو چکی ہزاروں قیدی آپ کے سامنے بندھے کھڑے ہیں اور مال غنیمت کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں۔

سُبْحَانَ الَّذِیْ بِیَدِہٖ مَلَکُوْتُ کُلِّ شَیْءٍ۔ اسی طرح کافروں کو دنیا میں سزا دی گئی چنانچہ ہوازن وغیرہ کو ان کے بعد توبہ نصیب ہوئی اور اکثر مسلمان ہوگئے (شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ)

(۶) اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَیَوْمَ یَقُوْمُ الْاَشْهَادُ ۰ (پ ۲۴ ع ۱۱)

ترجمہ! ہم دنیا کی زندگی میں اور جب گواہ کھڑے ہوں گے (میدان حشر میں) اپنے رسولوں اور ایمان والوں کی مدد کرتے ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ دنیا میں رسولوں اور ایمانداروں کا بول بالا کرتا ہے جس مقصد کے لئے وہ کھڑے ہوتے ہیں اللہ کی مدد سے اس میں کامیابی ہوتی ہے حق پرستوں کی قربانیاں کبھی ضائع نہیں جاتیں درمیان میں کتنے ہی اتار چڑھاؤ ہوں اور کیسے ہی امتحانات پیش آئیں مگر آخر ان کا مشن کامیاب ہوکر رہتا ہے علمی حیثیت سے حجت و برہان میں تو وہ ہمیشہ ہی منصور رہتے ہیں لیکن مادی فتح اور ظاہری عزت و رفعت بھی آخرکار اُن ہی کو حاصل ہوتی ہے۔ سچائی کے دشمن کبھی معزز نہیں رہ سکتے ان کا علو اور عروج محض ہنڈیا کی جھاگ اور سوڈے کا اُبال ہوتا ہے انجام کار مومنین قانتین کے مقابلے میں ان کو پست اور ذلیل ہونا پڑتا ہے اور اللہ تعالےٰ اُن سے اپنے اولیاء کا انتقام لئے بغیر نہیں چھوڑتا لیکن واضح رہے کہ اس آیت میں جن مومنین کے لئے وعدہ کیا گیا ہے۔ شرط یہ ہے کہ وہ حقیقی مومن اور رسولوں کے متبع ہوں مومنین کی خصلتیں قرآن میں جابجا مذکور ہیں۔ چاہیئے کہ مسلمان اس کسوٹی پر اپنے آپ کو کس کر دیکھ لیں۔

میدانِ حشر میں جبکہ اولین و آخرین جمع ہونگے حق تعالےٰ اپنے فضل سے علیٰ رُؤُسِ الْاَشْهَادِ ان کی سربلندی اور عزت و رفعت کو ظاہر فرمائے گا دنیا میں تو کچھ شبہ بھی رہ سکتا ہے اور التباس ہو جاتا ہے وہاں ذرا بھی ابہام و التباس باقی نہ رہے گا۔ اگلی آیت میں بتلا دیا۔ کہ ظالموں کی کوئی مدد اور دستگیری نہ ہوگی یہ مقبولین کے بالمقابل مطرودین (راندے ہوئے) کا انجام بیان فرما دیا۔

(۷) اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ ۰ۙ وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا ۰ۙ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ۚ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ۰ (پ ۳۰ ع ۳۵)

ترجمہ!۔ جب اللہ کی مدد اور فیصلہ پہنچ چکا اور تو لوگوں کو دین میں غول کے غول داخل ہوتے دیکھے گا تو اپنے رب کی خوبیاں اور پاکیزگی بیان کر اور اس سے بخشش مانگ۔ بے شک وہ معاف کرنے والا ہے۔

مطلب

بڑی فیصلہ کن چیز یہ تھی کہ مکہ معظمہ (جو گویا زمین پر اللہ کا دارالسلطنت ہے) فتح ہو جائے اسی پر اکثر قبائل عرب کی نظریں لگی ہوئی تھیں اس سے پہلے ایک ایک دو دو آدمی اسلام میں داخل ہوتے تھے فتح مکہ کے بعد جوق درجوق داخل ہونے لگے حتیٰ کہ سارا جزیرۂ عرب اسلام کا کلمہ پڑھنے لگا اور جو مقصد نبی اکرمؐ کی بعثت سے تھا پورا ہوا۔ سمجھ لیجئے کہ بعثت کا اور دنیا میں رہنے کا مقصود جو تکمیل دین و تمہید خلافت کبریٰ ہے پورا ہوا اب سفر آخرت قریب ہے لہٰذا اِدھر سے فارغ ہوکر ہمہ تن اُدھر ہی لگ جائیے اور پہلے سے بھی زیادہ کثرت سے اللہ کی تسبیح و تحمید اور ان فتوحات اور کامیابیوں پر اس کا شکر ادا کیجئے۔ اپنے لئے اور امت کے لئے استغفار کیجئے۔

حضرت شاہ عبدالقادرؒ لکھتے ہیں قرآن میں ہر جگہ فیصلہ کا وعدہ ہے اور کافر شتابی کرتے تھے مکہ آنحضرتؐ کی آخر عمر میں فتح ہو چکا قبائل عرب دَل کے دَل مسلمان ہونے لگے۔ وعدہ سچا ہوا اب امت کے گناہ بخشوا!

کرتا کہ شفاعت کا درجہ بھی ملے

آنحضرت کی آخری عمر میں یہ سورت اُتری آپؐ نے جان لیا کہ جو کام میرا تھا دنیا میں کر چکا اب آخرت کا سفر ہے۔

ہزیمت اعدائے اسلام کے اصول

از قلم حضرت شیخ التفسیر لاہوری رحؒ

(۱) صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی کامیابی کا راز اشاعت قرآن ہی میں مضمر تھا اس مقدس کتاب کی علمی اور عملی نشر و اشاعت ہی ان کی مقدس زندگیوں کا نصب العین تھا جب وہ قانون الٰہی (کتاب اللہ) کی حفاظت و صیانت کے لئے سفر و اقامت اختیار کرتے تھے تب اللہ تعالےٰ نے بھی زمین و آسمان کے خزانے ان کی حمایت کے لئے وقف کر دیئے تھے جہاں جاتے تھے نصرت الٰہی ان کا ساتھ دیتی تھی فتح کا سہرا ان کے سر باندھا جاتا تھا کامیابی ان کی قدم بوسی کرتی تھی

حاصل یہ ہے کہ اگر مسلمانان عالم آج بھی صحابۂ کرام کی طرح اپنی زندگی کا نصب العین اشاعت کتاب اللہ بنائیں اور قرآن کے علم و عمل کا رنگ صحابۂ کرام کی طرح اپنے اوپر چڑھائیں اور دوسرے پر یہی رنگ چڑھانے کے لئے قدم بڑھائیں تو پھر بدستور سابق نصرت الٰہی ان کا ساتھ دے فتح کا سہرا ہر میدان میں ان کے سر باندھا جائے کامیابی ان کی قدم بوسی کرے۔

(۸) یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ وَیُثَبِّتْ اَقْدَامَکُمْ (پ۲۶ ع ۵)

ترجمہ! اے ایمان والو! اگر تم اللہ کے دین کی مدد کروگے تو وہ تمہاری مدد کریگا اور تمہیں ثابت قدم رکھے گا۔

اصولِ دوم

ہر کلمہ گو کا فرض ہے کہ حصول رضا الٰہی کے لئے ہر بدنی و مالی اور وطنی قربانی کے لئے ہر وقت آمادہ اور تیار رہے۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ اللہ تعالےٰ ان چیزوں کا ساری عمر اس سے مطالبہ نہ کرے لیکن ہر مسلم کا فرض ہے کہ اپنی طرف سے کبھی لیت و لعل دل میں نہ لائے۔

آخری نتیجہ

مسلمانانِ عالم جب ہر دو اصول مذکورہ پر دل و جان سے عمل کرنے کے لئے آمادہ ہو جائیں گے تو پھر امداد الٰہی ان کی پشت پر ہوگی۔ نتیجہ یہ نکلے گا کہ جو اس خدا پرست جماعت کے مقابلہ میں آئے گا ذلت و نامرادی اور بربادی کا مُنہ دیکھے گا۔

از تفسیر حقانی

اے ایماندار! اگر تم اللہ کی راہ میں جہاد کر کے اس کی مدد کروگے حالانکہ وہ مدد کا محتاج نہیں تو ہر کام میں خصوصًا اس کام میں تمہاری مدد کرے گا اور تم کو ثابت قدم رکھے گا اور کفار کو پست کرے گا۔ اور ان کی تدابیر کو ردّ کرے گا اس وعدہ کے بموجب خدا تعالےٰ نے اصحاب محمدؐ کو مخالفوں پر فتحیاب کیا اور دشمنوں کو سرنگوں کر دیا اور آئندہ جو کوئی اللہ کے دین کی حمایت پر کمر باندھے اسی عنایت و وعدہ کا مستحق ہے جب چاہے آزما کر دیکھ لے۔

(۹) اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّھُمْ ظُلِمُوْا ط وَاِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصْرِھِمْ لَقَدِیْرُ ہ (پ۱۷ ع ۱۳)

ترجمہ! جن مسلمانوں سے کافر لڑتے ہیں ان کے لئے جنگ کی اجازت دی گئی کیونکہ ان پر ظلم کیا گیا اور البتہ اللہ ان کی مدد پر قادر ہے

(تفسیر)

جب تک آنحضرت مکہ میں تھے حکم تھا کہ کفار کی سختیوں پر مسلمان صبر کریں اور ہاتھ روکے رکھیں چنانچہ انہوں نے کامل تیرہ سال تک سخت زہرہ گداز مظالم کے مقابلہ میں بےمثال صبر و استقامت کا مظاہرہ کیا جب مدینہ دارالاسلام بن گیا اور مسلمانوں کی قلیل سی جمعیت ایک مستقل مرکز پر جمع ہو گئی تو مظلوم مسلمانوں کو جن سے کفار برابر لڑتے رہتے تھے اجازت ہوئی بلکہ حکم ہوا کہ ظالموں کے مقابلہ میں تلوار اٹھائیں اور اپنی جماعت اور مذہب کی حفاظت کریں۔

مسلمان اپنی قلت اور بے سروسامانی سے نہ گھبرائیں اللہ تعالےٰ مٹھی بھر فاقہ مستوں کو دنیا کی فوجوں اور سلطنتوں پر غالب کر سکتا ہے فی الحقیقت ایک شہنشاہانہ طرز میں مسلمانوں کی نصرت و امداد کا وعدہ تھا جیسے دنیا میں بادشاہ اور بڑے لوگ وعدہ کے موقعہ پر اپنی شانِ وقار و استغنا دکھلانے کے لئے کہہ دیا کرتے ہیں کہ ہاں تمہارا فلاں کام ہم کر سکتے ہیں شاید یہ عنوان اس لئے اختیار کیا جاتا ہے کہ مخاطب سمجھ لے کہ ہم ایسا کرنے میں کسی سے مجبور نہیں ہیں جو کچھ کریں گے اپنی قدرت و اختیار سے کریں گے۔

اگر کسی وقت اور کسی حالت میں بھی ایک جماعت کو دوسری سے لڑنے بھڑنے کی اجازت نہ ہو تو یہ اللہ تعالےٰ کے قانونِ فطرت کی سخت خلاف ورزی ہوگی اس نے دنیا کا نظام ہی ایسا رکھا ہے کہ ہر چیز یا ہر شخص یا ہر جماعت دوسری چیز یا شخص یا جماعت کے مقابلہ میں اپنی ہستی برقرار رکھنے کے لئے جنگ کرتی رہے اگر ایسا نہ ہوتا اور نیکی کو اللہ تعالےٰ اپنی حمایت میں لے کر بدی کے مقابلہ میں کھڑا نہ کرتا تو نیکی کا نشان زمین پر باقی نہ رہتا، بد دین اور شریر لوگ جن کی ہر زمانہ میں کثرت رہی ہے تمام مقدس مقامات اور یادگاریں ہمیشہ کے لئے صفحۂ ہستی سے مٹا دیتے کوئی عبادت گاہ، تکیہ، خانقاہ مسجد اور مدرسہ محفوظ نہ رہ سکتا بنائً علیہ ضروری ہوا کہ بدی کی طاقتیں خواہ کتنی ہی مجتمع ہو جائیں قدرت کی طرف سے ایک وقت آئے جب نیکی کے مقدس ہاتھوں سے بدی کے حملوں کی مدافعت کرائی جائے اور حق تعالےٰ اپنے دین کی مدد کرنے والوں کی خود مدد فرما کر ان کو دشمنانِ حق و صداقت پر غالب کرے بلاشبہ وہ ایسا قوی اور زبردست ہے کہ اس کی اعانت و امداد کے بعد ضعیف سے ضعیف چیز بڑی بڑی طاقت ور ہستیوں کو شکست دے سکتی ہے۔ بہر حال اس وقت مسلمانوں کو ظالم کافروں کے مقابلہ میں جہاد و قتال کی اجازت دینا اسی قانونِ قدرت کے ماتحت تھا اور یہ وہ عام قانون ہے جس کا انکار کوئی عقلمند نہیں کر سکتا

رَبَّنَا لَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِہٖ ج وَاعْفُ عَنَّا قف وَاغْفِرْ لَنَا قف وَارْحَمْنَا قف اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ ہ

اے ہمارے رب! ہم سے وہ بوجھ نہ اُٹھوا کہ جس کی ہم کو طاقت نہیں اور درگزر کر ہم سے اور بخش ہم کو، اور رحم کر ہم پر تو ہی ہمارا رب ہے۔ کافروں کے مقابلہ میں ہماری مدد فرما۔

ضمیمہ

مَتٰی نَصْرُ اللّٰہِ ط اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ ہ (پ۲ ع ۱۰)

ترجمہ! اللہ کی مدد کب آئے گی؟ خبردار اللہ کی مدد قریب ہے

مطلب! دشمنوں کے ہاتھ سے انبیاء اور اُن کی اُمتوں کو ہمیشہ ایذائیں پیش آئیں تو اب اہل اسلام کو ارشاد ہے کہ کیا تم کو اس بات کی طمع ہے کہ جنت میں داخل ہو جاؤ حالانکہ اگلی امتوں کو جو ایذائیں پیش آئیں

وہ تم کو پیش نہیں آئیں کہ ان کو فقر و فاقہ، مرض اور خوف کفار اس درجہ پیش آئے کہ مجبور اور عاجز ہو کر نبی اور ان کی امت بول اٹھی کہ دیکھئے اللہ نے جس مدد اور اعانت کا وعدہ فرمایا تھا وہ کب آئے گی یعنی بمقتضائے بشریت پریشانی کی حالت میں ایسے کلمات سرزد ہونے لگے۔ انبیاء اور مومنین کا یہ کہنا کچھ شک کی وجہ سے نہ تھا۔

بلکہ بحالت اضطرار بمقتضائے بشریت اس کی نوبت آئی جس میں کوئی ان پر الزام نہیں جب نوبت یہاں تک پہنچی تو رحمت الٰہی متوجہ ہوئی اور ارشاد ہوا کہ ہوشیار ہو جاؤ۔ اللہ کی مدد آگئی۔ گھبراؤ نہیں ہوا ہے مسلمانو! تکالیف دنیوی سے اور دشمنوں کے غلبہ سے گھبراؤ نہیں تحمل کرو اور ثابت قدم رہو

(ب) فَأَقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ هُوَ مَوْلٰكُمْ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ۝ (پ ۱۷ ع ۶)

ترجمہ: سو قائم رکھو نماز، اور دیتے رہو زکوٰۃ، اور اللہ کو مضبوط پکڑو وہ تمہارا مالک ہے سو خوب مالک ہے اور خوب مددگار۔

یعنی انعامات الٰہیہ کی قدر کرو، اپنے نام ولقب اور فضل وشرف کی لاج رکھو اور سمجھو کہ تم بڑے کام کے لئے کھڑے کئے گئے ہو۔ اس لئے اوّل اپنے آپ کو نمونۂ عمل بناؤ نماز، زکوٰۃ یالفاظ دیگر بدنی اور مالی عبادت میں کوتاہی نہ کرو۔ ہر کام میں اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑے رہو۔ ذرا بھی قدم راہ راست سے ادھر نہ ہو اس کے فضل ورحمت پر امید رکھو۔ تمام کمزور سہارے چھوڑ دو۔ تنہا اسی کو اپنا مولیٰ اور مالک سمجھو اس سے اچھا مالک اور مددگار کون ملے گا

(ج) فَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ مَوْلٰكُمْ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ۝ (پ ۹ ع ۱۹)

ترجمہ: پس جان لو، کہ اللہ تمہارا حمایتی ہے کیا خوب حمایتی ہے۔۔۔۔ اور کیا خوب مددگار ہے۔

مسلمانوں کو چاہیئے کہ خدا کی مدد اور حمایت پر بھروسہ کرکے جہاد کریں۔ کفار کی کثرت اور ساز وسامان سے مرعوب نہ ہوں جیسے جنگ بدر میں دیکھ چکے کہ خدا نے مسلمانوں کی کیا خوب امداد وحمایت کی۔ وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین ۝

بقیہ۔ نماز اسلام وکفر میں حد فاصل ہے صفحہ آگے

نماز کا اور خود بھی اس پر قائم رہو۔ ہم نہیں مانگتے تجھ سے روزی۔ ہم روزی دیتے ہیں تجھ کو اور انجام بھلا ہے پرہیزگاری کا ـــ

نماز اسلام کا رکن اعظم ہے اور ہر مسلمان پر فرض ہے قرآن کریم اور احادیث نبویہ میں جتنی تاکید نماز کے متعلق آئی ہے اور کسی عبادت کے متعلق نہیں آئی۔ تارکِ صلوٰۃ کو خدا اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کا سرکش اور نافرمان سمجھا جاتا ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اپنے بچوں کو نماز پڑھاؤ جبکہ وہ سات برس کے ہو جائیں اور جب وہ دس برس کے ہو جائیں اور پھر نماز نہ پڑھیں تو ان پر سختی کرو حتّٰی کہ وہ نماز پڑھنے لگ جائیں۔ اگر تم نے بچپن میں ان کو نماز نہ پڑھائی تو بڑے ہونے پر ان کے لئے نماز کا پڑھنا مشکل ہو جائے گا۔ گیلی لکڑی کو جس طرف چاہو موڑ لو جب وہ سوکھ جائے گی تو پھر سوائے آگ کے سیدھی نہ ہو گی۔

قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کا سوال ہو گا اور نماز کا حساب صحیح ہو گیا تو باقی حساب آسان ہو جائے گا اور نجات ہو جائے گی ورنہ ہلاکت اور رسوائی ـــ اللہ تعالےٰ کو ہماری نماز کی کیا ضرورت ہے۔ اپنی عبودیت کا اظہار کرنے کے لئے نماز کا ادا کرنا ضروری ہے اللہ تعالےٰ نے ہماری روزی اپنے ذمہ لے رکھی ہے اور ہمیں اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے ہم دن رات خدا کی نعمتیں کھائیں اور کبھی بھول کر بھی اس کے سامنے سربسجود نہ ہوں اور نہ اس کی نعمتوں کا شکریہ ادا کریں تو اس سے بڑھ کر سرکشی اور بغاوت اور کیا ہو سکتی ہے۔

خود بھی نماز پڑھو اور اپنے گھر والوں اور اپنے متعلقین کو بھی نماز کی تاکید کرتے رہو تاکہ قیامت کے دن رسوا نہ ہونا پڑے

طلباء علوم عربیہ کو خوشخبری

امسال مدرسہ عربیہ مدینۃ العلوم سرگودھا نے ماہر علوم نقلیہ وعقلیہ حضرت مولانا خدا بخش صاحب مدظلہ جو ۲۰ سال تک مدرسہ امینیہ دہلی میں پڑھا چکے ہیں، کی خدمات حاصل کر لی ہیں مولانائے موصوف کے علاوہ تین جید عالم اور بھی تدریس میں مصروف ہیں لہٰذا طلبہ کو چاہیئے کہ جلد سے جلد مدرسہ میں داخلہ لیں ورنہ پھر کفِ افسوس ملنا پڑے گا

ناظم مدرسہ عربیہ مدینۃ العلوم سرگودھا۔

داخلہ مدرسہ اشرفیہ سکھر میں شروع ہو گیا

عزیزانِ اسلام! خداوند قدوس کے فضل وکرم اور آپ حضرات کی دعاؤں اور توجہ کی برکت سے مدرسہ اشرفیہ والس روڈ پر اپنی نئی عمارت میں منتقل ہو گیا ہے۔ نئے سال کے لئے مدرسہ کے تمام شعبوں میں داخلہ جاری ہے۔

آپ بھی اپنی اولاد کو پہلے دین سکھلایئے تاکہ عیسائیت کے بڑھتے ہوئے سیلاب اور بے دینی کے روز افزوں طوفان سے محفوظ رہ سکے۔

اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ آپ کی آئندہ نسل مسلمان بن کر زندگی گزار سکے اور اسلامی اور قرآنی نظریات کے مطابق پاکستان کی تعمیر کر سکے تو پہلی فرصت میں اس کو دین سکھایئے۔ امیر وغریب ہر شخص کی تمنا یہ ہوتی ہے کہ اس کی اولاد زیادہ سے زیادہ دنیاوی تعلیم حاصل کرکے بڑے سے بڑا عہدہ اور منصب حاصل کرے۔ مگر دینی علوم سے جو غفلت برتی جا رہی ہے وہ ناقابلِ بیان ہے۔ جو خانوادے اور گھرانے اسلامی تعلیم کے مرکز اور مرجع بنے ہوئے تھے آج ان گھرانوں سے بھی دین کی قدریں کم ہوتی جا رہی ہیں۔

ہم آپ سے یہ نہیں کہتے کہ آپ اپنی اولاد کو دنیاوی علوم وفنون نہ سکھلائیں۔ ہماری تو آپ سے صرف یہ درخواست ہے کہ جس قدر فکر آپ کو دنیا بنانے کی ہو رہی ہے اسی قدر فکر اپنی اولاد کے دین کی بھی ہونی چاہیئے۔

مدرسہ اشرفیہ سکھر میں اردو، حساب اور اسلامی تاریخ کے ساتھ ساتھ قرآن پاک کی تعلیم حفظ وناظرہ مکمل ہوتی ہے۔ عربی اور فارسی کے درجات میں فقہ، حدیث، تفسیر وغیرہ علوم اسلامیہ کی تکمیل کرائی جاتی ہے تاکہ دوسرے علوم وفنون کی طرح اسلامی علوم کے بھی ماہرین (اسپیشلسٹ) تیار ہو سکیں۔ امیر وغریب کسی شاگرد سے کوئی فیس یا چندہ وصول نہیں کیا جاتا بلکہ مسافر اور غریب طلبہ کے جملہ اخراجات کی کفالت کی جاتی ہے۔ اوقاتِ تعلیم:۔ صبح ۷½ تا ۱۱½ بجے، شام ۳ تا ۵ بجے شب ۷ تا ۸½ بجے

محمد احمد تھانوی مہتمم مدرسہ اشرفیہ سکھر

دعائے مغفرت

محترم عبدالسلام صاحب خواجہ کلاتھ ہاؤس ایبٹ آباد کے والدِ محترم انتقال فرما گئے ہیں۔ قارئین کرام سے درخواست ہے کہ وہ مرحوم کے لئے خلوص قلب سے مغفرت کی دعا فرمائیں ـــ

مانسہرہ کے مشہور قومی وسماجی لیڈر عبدالحی صاحب کو چند افراد نے موت کے گھاٹ اتار دیا ہے مرحوم سابق صوبہ سرحد کی اسمبلی کے ممبر رہ چکے ہیں۔ قارئین کرام سے درخواست ہے کہ وہ مرحوم کے لئے خلوص دل سے مغفرت کی دعا فرمائیں۔

(فقیر اللہ)

تو اس کی بخشش نہ ہوگی۔ حضورؐ نے فرمایا اگر ستر بار سے زیادہ دعا کرنے سے بھی اس کی ...... بخشش ہوسکتی تو میں اس سے بھی دریغ نہ کرتا۔ یہ بدبخت ساری عمر اسلام کے خلاف ریشہ دوانیاں کرتا رہا مگر حضور کے اخلاق کریمانہ کی بھی حد ہوگئی۔ حضورؐ کا ارشاد ہے اِنَّمَا بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ الْاَخْلَاق ان کے اپنے اخلاق عالیہ کا کیا بلند مقام تھا اور اللہ تعالیٰ نے جس قسم کی عنایات سے نوازا تھا اس کا ہم اندازہ بھی نہیں لگا سکتے ؎

غالب ثنائے خواجہ بہ یزداں گزاشتیم
کاں ذات پاک مرتبہ دان محمد است

جب اللہ تعالیٰ نے حضورؐ کی توصیف و تعریف میں ایک سو چودہ سورتیں اتاریں تو ہم آپؐ کی شان اور آپؐ کے ادب کے مقام کی تعیین کیوں کر کرسکتے ہیں ؎

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آئید جنیدؒ و بایزیدؒ ایں جا

ایک دفعہ ہم حجاز میں تھے۔ ایک مصری سفیر نے جو کبھی یہاں رہ چکے تھے۔ حضرت مولانا حبیب اللہؒ کو لکھا کہ آپ یہاں آجائیں اور یہاں کا انتظام سنبھال لیں ان کو بھی یہی جواب دیا کہ مدینہ کی جدائی منظور نہیں صبح و شام درس قرآن و حدیث کا شغل ؎

ہے عیاں فتنۂ تاتار کے افسانے سے
پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے

یہ اللہ کی دین ہے۔ اس کی عنایات اور احسانات ہمارے خاندان پر بے حد و بے شمار ہیں اس پر ہم جتنا بھی شکر کریں کم ہے ؎

خدا کی دین کا موسیٰؑ سے پوچھئے احوال
کہ آگ لینے کو جائیں پیمبری پائیں

ایک دفعہ حضرت عمرؓ جنگل سے گزر رہے تھے یکایک رونے لگے۔ لوگوں نے پوچھا کیا بات ہے؟ فرمایا یہ وہ جنگل ہے جہاں میں اونٹ اور بکریاں چرانے آیا کرتا تھا ذرا سستاتا تو باپ مارا کرتا تھا مگر حضورؐ کی صحبت سے اللہ تعالیٰ نے اس قدر نوازا کہ آج تم مجھے فاروق اعظم کہتے ہو

آج ہمارے بعض بھائی کہتے ہیں کہ نبی کا کام ڈاکیے کی طرح پیغام رسانی ہے نعوذ باللہ کس قدر گستاخی ہے۔ وہ تو وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى کا سرٹیفکیٹ لے کر آئے تھے۔ حضرتؒ فرمایا کرتے تھے

... جس طرح نوکر کو آقا چائے لانے کو کہے تو اس میں پتی دودھ، چینی، مٹھائیوں وغیرہ کا ذکر نہیں۔ اگر کوئی ذیابیطس کا مریض ہو تو نوکر بغیر چینی کے چائے لاتا ہے اور کوئی تندرست ہے تو چائے کے ساتھ مٹھائیاں بھی لاتا ہے ورنہ ان تین حروف چ، ا، ء میں تو ساری تفصیل نہ تھی یہ وہ آقا کا نوکر ہی جانتا ہے اسی طرح مراد فرامین الٰہی بھی حضور ہی جانتے تھے ؎

میانِ عاشق و معشوق رمزیست
کراماً کاتبیں را ہم خبر نیست

اللہ تعالیٰ نے دیوبند جانے کا شرف عطا فرمایا۔ جہاں جہاں ہمارے اکابر بیٹھ گئے جنگل میں منگل بنا دیا۔ جب ملک تقسیم ہوا تو مولانا قاری محمد طیب صاحب نے دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے ایک اجلاس میں فرمایا اس فضا سے اس ہوا سے مجھے دیوبند کی بو آتی ہے۔ یہ بھی دیوبند کا بقیہ اور نمونہ ہے اللہ تعالیٰ اس سے دین کا کام لے لے۔" ہمارے یہاں کے علاقوں سے کوئی نیک عمل ہوگیا جس وجہ سے یہاں یہ دارالعلوم بن گیا ہے۔ پچھلی مرتبہ (۲۴ جون ۱۹۶۳ء) میں نے یہاں سابق سفیر افغانستان سردار نجیب اللہ خاں کا یہ فقرہ نقل کیا تھا۔ "ہندوستانیوں اور ہم افغانیوں کے لئے حجاز اور خانہ کعبہ قبلۂ عبادت ہے۔ مگر دیوبند قبلۂ علمی ہے" یہ خلوص کا مظہر ہے اور ہمارے اکابر کی دعاؤں کا ثمر ہے۔ حضرت مدنی رحؒ سے حضرت مولانا عبدالحق صاحب کو جو عقیدت تھی زبان میں یارا نہیں کہ بیان کرسکوں۔ حضرت لاہوری اکثر مجلس ذکر اور درس میں اس مدرسہ کا ذکر کیا کرتے تھے ؎

قدر زر زرگر بداند قدر جوہر جوہری

ہم کیا جانیں۔ ولی را ولی می شناسد۔ اُن کے خطبات میں بھی اس مدرسے کا ذکر آگیا ہے آج یہ حضرات اس کو سند کے طور پر پیش کر سکتے ہیں۔ ہمارے شیخ حضرت مولانا عبدالحق صاحب کو اللہ تعالیٰ تا دیر سلامت رکھے یہ دین کی بے لوث خدمت کر رہے ہیں آج حضرت ضعیف اور نحیف ہیں مجھے آج یہ سن کر افسوس ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر اسقدر ذمہ داریاں ڈالی ہیں تو ان کو صحت بھی عطا فرمائے۔ اس علاقے کے واسطے سے قرآن و حدیث کا نور سارے عالم میں پھیل جائے آج آپ کے صاحبزادے مولانا سمیع الحق صاحب حجاز مقدس میں دعائیں کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ اس مدرسے کو پھلنے پھولنے کا موقع عطا فرمائے۔ دامے، درمے، قدمے سخنے اپنی نجات اور سرخروئی کے لئے ان کے ساتھ سب اہل خیر حضرات کو تعاون کی توفیق عطا فرمائے۔ اس دھن میں جینا سب سے بڑی عبادت اور اس دھن میں مرنا سب سے بڑی شہادت ہے۔ سب سے بڑا کام بے دین لوگوں کو شعور دلانا ہے۔

ہمارے ملک میں بعض صنعتوں اور زراعتوں کی ترقی کی اسکیمیں تو بنائی جا رہی ہیں مگر قوم کے اخلاق کو جو کوڑھ لگ چکا ہے اس کی طرف صرف ان علماء ہی کی توجہ ہے۔ اخلاق کا سنوارنا انہی محدود چند حضرات کا فریضہ بن کے رہ گیا ہے۔ العلماء ورثة الانبیاء کے مصداق انہی حضرات کو یہ مقام حاصل ہے۔ علوم نبوی اور کتاب و سنت کی بقا انہی نفوس کے دم قدم سے وابستہ ہے۔

میرے طالب علم بھائیو! ابھی مولانا شیر علی شاہ صاحب نے جو سپاسنامہ پیش کیا ہے اور اس میں جو الفاظ استعمال کئے ہیں۔ یہ اکابر کے لئے موزوں تھے میں تو ناکارہ ہوں اللہ تعالیٰ مجھے بھی دین کی خدمت کے لئے قبول فرمائے اور مجھ سے بھی دین کا کام لے لے۔ اگرچہ میں چھوٹا ہوں مگر نسبت واقعی بڑی ہے ؎ گرچہ خوردیم نسبتیست بزرگ

آج وہ زیر زمین محو استراحت ہیں لیکن میرے ناپاک وجود کو دیکھ کر آپ کو ان کی یاد آگئی ورنہ میں ان الفاظ کا متحمل نہیں ہوں۔ خدا کرے کہ یہ مدرسہ پھلتا پھولتا رہے اور اس کی شاخیں ہر جگہ قائم ہوں۔ یہ تیر فردوسی ہمارے بزرگوں کی دعاؤں کا نتیجہ ہے تقسیم ملک سے قبل مولوی تمیز الدین خاں مرحوم سابق سپیکر قومی اسمبلی ایک دفعہ دیوبند آگئے مولانا قاری محمد طیب صاحب ان کو ہمارے کمرے میں لے آئے وہ کہنے لگے مجھے بنگالیوں نے بنگالی ایکسپریس تار دیا ہے کہ ہمیں دور دراز سفر کرکے دیوبند جانا پڑتا ہے اگر کسی طرح یہاں ہی اردو کی بجائے بنگالی میں ذریعہ تعلیم ہو تو فاصلہ بھی سمٹ جائے گا اور زبان کا مسئلہ بھی حل ہوجائے گا۔ مولوی تمیز الدین نے کہا مجھے بنگالی بھائیوں سے خطاب کے قابل یہ بات محل نظر ہے کہ دارالعلوم در و دیوار کے اینٹ اور پتھر کا نام نہیں۔ مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ، حاجی امداد اللہؒ اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کی روحوں کو یہاں سے کس طرح منتقل کروں؟ انگریز نے آتے ہی پادریوں کا سیلاب برپا کردیا۔ آریہ سماجوں کی پلیٹ انگریز ٹھونکتا رہا۔ مسلمانوں کو دین سے کاٹنے کے لئے عیسائی مشنری نکلوائے اگر ہمارے اکابر مقابلہ پر نہ آتے تو نتیجہ صاف ظاہر تھا۔ ان لوگوں نے انگریز کا مقابلہ کیا۔ سینہ تان کر آئے اور ان کو رگید دیا۔ آج کہا جاتا ہے کہ منطق اور فلسفہ بے کار ہے بعض یہاں تک کہہ جاتے ہیں کہ یہ ڈھیلوں سے استنجا کرنے والے کیا کریں گے۔ ہمارے اکابر نے افلاطونی منطق کو شکست فاش دی انہوں نے اپنے آپ کو علمی ہتھیاروں سے لیس کیا اور شاہجہانی دور کے خزانے دیوبند میں منتقل کئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو وہاں دین کے ڈنکے بجانے کی توفیق ارزانی فرمائی۔ چراغ سے چراغ جلتا ہے ہمارے اساتذہ نے اکابر سے علم

سیکھا انہوں نے سینہ بسینہ ہم تک پہنچایا یہ لوگ ظاہر اور باطن کے بھی کامل تھے اور ملی سیاسیات میں بھی پیچھے نہ رہے، بدبخت انگریز کے خود کاشتہ پودے نے جہاد کو حرام قرار دیا تو حضرت مدنی رح مولانا سید انور شاہ رح اور حضرت لاہوری رح نے اس پردہ زنگاری کو بھانپ لیا پہلے یہ بدبخت مبلغ کے بھیس میں آیا پھر نبی بن بیٹھا۔ علمائے ربانی نے چاند ماری کی اور اس فتنہ کو سر کیا جو کبھی لڑائی لڑتے رہے کبھی پھانسیوں کو رنگین کیا کبھی جیلوں کو آباد کیا مالٹا کی ہوائیں کھائیں ہر طرح کی تکلیفیں سہہ کر دین حق کی خدمت کی روکھا سوکھا کھا کر موٹا جھوٹا پہن کر اور چٹائیوں پر بیٹھ کر برطانیہ کا مقابلہ کیا ہر باطل تحریک سے ٹکر لی جہاد کا شوق برابر ان کے سینوں میں موجزن رہا۔ اہل اللہ نے دین حق کے درخت کی آبیاری کی اور اس کی جڑوں کو مضبوط کیا ۔ انگریز اس درخت کو جھنجھوڑتا رہا مگر گرا نہ سکا۔ ایک دفعہ قاری طیب صاحب نے فرمایا کہ اس دور میں علمائے حق فرقہ ملامتیہ میں سمجھے جانے چاہئیں جو بدبخت اٹھتا ہے علمائے کرام پر ہی اعتراض کرتا ہے اگر تاریخ لکھی گئی تو ہمارے اکابر کے کارنامے پڑھ کر دنیا عش عش کر اٹھے گی وہ لوگ برطانیہ عظمیٰ سے ٹکرائے اور اسے فیل کر دیا دونوں جنگوں میں انہوں نے انگریز کا مقابلہ کیا، آخر انگریز کو ہندوستان سے نکلنا پڑا ہالینڈ سے بھی اسے بھاگنا پڑا اور مصر میں نہر سویز کے جھگڑے کے دوران بھی انگریز کو شکست ہوئی۔ حضرت مدنی رح فرمایا کرتے تھے سب سے اتحاد ہو سکتا ہے انگریز سے نہیں۔ اگر کتے بھی انگریز کو بھونکیں گے تو ہم ان کا ساتھ دیں گے آج ان کے بقیہ سلف ہمارے بزرگ یہاں ہیں حضرت مولانا نافع گل اور حضرت مولانا عزیز گل مدظلہم العالی سے بھی کل ملاقات کروں گا اس ملک میں ان لوگوں کے کوئی نام بھی نہیں جانتا وہ سب لوگ پس منظر میں چلے گئے آج ملک کا اہل دانش طبقہ اور عوام ان لوگوں کے کارناموں سے ناواقف ہیں کوئی ان کے اصلی حالات مرتب نہیں کر سکا ان لوگوں نے سر دھڑ کی بازی لگائی اگر کسی قلمکار کو اللہ تعالیٰ خدمت کا موقع دے تو پھر آپ کو پتہ چلے گا کہ یہ علماء کس قدر خدمت کرتے رہے رومانیہ، بلغاریہ، سپین اور سسلی تک اسلام کو کس نے پہنچایا ؎

طارق چو بر کنارۂ اندلس سفینہ سوخت !
گفتند کار تو زنگاہِ خرد خطاست !
دوریم از سوادِ وطن باز چوں رسیم!
ترک سبب ز روئے شریعت کجا رواست؟
خندید و دست خویش بہ شمشیر برد و گفت
ہر ملک ملکِ ماست کہ ملکِ خدائے ماست

یہاں اسلام اللہ والوں کی خدمات سے پہنچا ورنہ ہم بھی رام رام رٹتے ہوئے مر جاتے۔ حضرت ہجویری رح، حضرت کلیری رح، سلطان الاولیاء رح، یہ سب حضرات اسلام کے علمبردار تھے۔ اسلام اب بھی موجود ہے۔ ہمارے پاس وسائل نہیں اگر کوئی ہمارے اسلاف کے کارنامے بروئے کار لائے تو پھر آپ سب لوگ حیران ہوں گے۔

اب بھی سکھوں کا لیڈر ماسٹر تارا سنگھ کہا کرتا ہے مسلمانوں کو پاکستان مل گیا، ہندوؤں کو ہندوستان سکھوں کو کیا ملا؟ "چھرلو؟"

یہاں کے گلی کوچے شاہد ہیں کہ یہاں شاہ اسمٰعیل شہید رح آئے۔ کہیں وضو کئے ہوں گے کہیں نمازیں ادا کی ہوں گی۔ بزرگوں کے نقش قدم پہ چلتے جاؤ۔ ؎ وابستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ

آج ضرورت ہے کہ دینی مدارس کو مستحکم کیا جائے اور ان اداروں کی مدد کی جائے ہمارے بزرگوں نے واقعی دین کی بڑی خدمت کی ہے میں آپ کے سپاسنامے کے الفاظ کا اہل نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ اس مدرسہ کو اور دیگر دینی مدارس کو سلامت رکھے اور کوئی تحقیقی ادارہ قائم ہو تو سارے بزرگوں کے کارنامے عوام کو پہنچائے۔ آخر ایک دن ختم ہوتا ہے خدا تعالیٰ ہمیں اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چلائے اور ہماری روحوں کو ان کے ساتھ وابستہ کرے مشن کا اتحاد خون اور وطن کے رشتوں میں نہیں ہے ہم سب ایک خاندان کی سی محبت رکھتے ہیں۔ کہاں لاہور کہاں اکوڑہ خٹک اور کہاں دیوبند ہمارے بزرگ جہاں بھی رہے آپس کی موانست قائم رہی وہ سب ایک ہی دربار... دربار کے گوہر تھے انہوں نے اسلام کی ترقی اور نفع کے لئے عمریں صرف کیں۔ آج تو جوان نسل اخلاق سے دور ہٹ رہی ہے اس ملک میں اسلام پر حملے ہو رہے ہیں کہیں فتنۂ انکار حدیث ہے تو کہیں مرزائیت کا فتنہ ہے حضرت لاہوری رح فرمایا کرتے تھے ظاہری علوم حاصل کرنے کے لئے پچاس فیصد طالب علم کی محنت اور پچاس فیصد استاد کا ادب ہو تو ترقی ہوتی ہے مگر باطنی علوم کے لئے سو فیصد ادب کی ضرورت ہے۔ حضرت لاہوری رح ہی کے الفاظ ہیں کہ اخذ فیض کے لئے عقیدت، ادب، اطاعت کی اشد ضرورت ہے اپنے اساتذہ کی قدر و منزلت کیجئے۔ دنیاوی سکولوں اور کالجوں میں سٹرائکیں ہوتی ہیں تو یہ مرض دینی مدارس میں نہیں آنا چاہیئے ؎

تھے وہ بھی دن کہ خدمت استاد کے عوض
جی چاہتا تھا ہدیۂ دل پیش کیجئے!
بدلا زمانہ ایسا کہ لڑکا پس از سبق
کہتا ہے ماسٹر سے کہ بل پیش کیجئے!

سرکاری تعلیم لارڈ میکالے کی تعلیم ہے اس کو تجارت بنا دیا گیا۔ دینی اداروں میں بھی یہ مرض آ گیا حضرت رح کو بھی لاہور میں اپنا مدرسہ بند کرنا پڑا۔ بعض استاد ایسے آئے کہ پندرہ روپے کہیں سے زیادہ ملے تو چلے گئے۔ انجمن خدام الدین لڑکیوں کو دین اور قرآن کی تعلیم دے رہی ہے حکومت اس کام کو نہیں کر رہی یہ علمائے ربانی کا احسان ہے امت پر۔ ان کے بقیہ کام ہم کو کرنے ہیں۔

جی تو چاہتا ہے کہ کثرت سے یہاں آیا کروں مگر آپ کو تکلیف نہیں دینا چاہتا آپ میرے لئے دعا فرمایا کریں اس دور میں ہمارے اکابر پر حملے ہوتے ہیں، خلفائے راشدین پر حملے ہوتے ہیں۔ آپ لوگ اپنے اساتذہ سے علم حاصل کر کے ان فتنوں سے نپٹنے کے لئے ابھی سے کمر ہمت باندھیئے۔ اساتذہ کے ادب اور خدمت سے ان کے دل موہ لیجئے۔ بدقسمتی سے لوگوں نے علم کو ذریعۂ معاش سمجھ رکھا ہے حضور کا ارشاد ہے اُطْلُبُوا الْعِلْمَ مِنَ الْمَهْدِ إِلَى اللَّحْدِ (گود سے گور تک علم حاصل کرتے جاؤ)

میں چھوٹا ہوں یہاں آکر اپنے آپ کو اپنی برادری میں محسوس کرتا ہوں۔ یہ خطاب برادرانہ نصائح ہیں۔ میں بڑا نہیں ہوں۔ ادب اور خدمت سے علم میں رنگ آئے گا۔ نور آئے گا، نیک بندے خوش ہوں گے۔ آپ کو چار چاند لگیں گے ؎ کر بھلا ہو بھلا انت بھلے کا بھلا۔ ادب کو لازم پکڑیئے ورنہ ؎ بے ادب محروم ماند از فضل رب

اگر برا کریں گے، برا ملے گا، اچھا کریں گے، اچھا ملے گا ــــ کیکر کے درخت بو کر آم کھانے کی امید رکھنا عبث ہے ؎

از مکافاتِ عمل غافل مشو
گندم از گندم بروید جو ز جو
اَلدُّنْیَا مَزْرَعَۃُ الْآخِرَۃِ ــــ

آپ لوگ اگر گمراہ سکولوں اور کالجوں میں چلے جاتے تو وہاں جا کر گمراہ ہو جاتے، علماء کے معترض بن جاتے اور جہنم کا ایندھن بن جاتے خدا کا شکر کرو کہ اس نے یہاں پہنچا دیا

آپ لوگ اپنے اسباق چھوڑ کر آئے ہیں میں نے آپ کا بہت وقت لے لیا اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین حق کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے اور اپنے اکابر کے نقش قدم پہ چلائے۔ آمین یا الہ العالمین ــــ

نقد ونظر

از مشتاق حسین بخاری

کتاب :- پیغام مسیح علیہ السلام

تالیف :- حضرت مولانا محمد مالک صاحب کاندھلوی

ناشر :- ادارہ تبلیغ اسلام بیت الحمد ٹنڈو الہ یار

صفحات ۱۷۰-۱ قیمت ۲ روپے

ہمارے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ورود مسعود کی خوشخبری تمام انبیائے کرام دیتے آئے بالخصوص حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے بھی حضور کی آمد کی اطلاع دی اور آپ نے محاسن و فضائل بیان فرمائے آج کی مسخ شدہ اناجیل میں بھی "فارقلیط" کے نام سے آپ کا ذکر گرامی ملتا ہے، مدعائے عرض یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسی سلک مروارید کا جز تھے جو سیدنا صفی اللہ آدم علیہ السلام سے شروع ہو کر آپ پر تمام ہوئی ہے لیکن یہود و نصاریٰ نے محض ضد اور ہٹ دھرمی کی بنا پر اصرار کفر کیا اور آج تک گم کردہ راہ میں جس طرح حضرت روح اللہ مسیح علیہ السلام کی بعثت پر یہودیوں نے انکار کیا اسی طرح نصاریٰ حضورؐ کی تشریف آوری پر باوجود بکمال مطلع ہونے کے اور مختلف نشانوں کے ملاحظہ کرنے کے انکار و کفر پر قائم رہے اس موضوع پر حضرت مولانا محمد مالک صاحب کاندھلوی استاذ الحدیث دار العلوم اسلامیہ ٹنڈو یار نے جامع رسالہ قلمبند کیا ہے عیسائیت کو ان کے آئینہ میں منہ دکھایا ہے۔ اناجیل جو آج الہامی نہیں بلکہ جن میں عیسائی ہمیشہ تحریف کرتے رہتے ہیں ان کا بالتفصیل جائزہ لیا ہے۔ مذاہب سماویہ کے متعلق بنیادی حقائق بیان کیے ہیں آخر میں عیسائی علماء سے سوالات کیے گئے ہیں جن کا جواب وہ ہرگز نہیں دے سکیں گے اور پادریوں کا پس پشت گھناؤنا کردار واضح ہو جاتا ہے اور اگر عیسائی خالی الذہن ہو کر مطالعہ کریں تو بفضل ایزدی راہ راست پر آسکتے ہیں اللہ تعالےٰ مؤلف موصوف کو اس کار عظیم کے لئے جزائے خیر دے آج کل عیسائی مشنری دنیا میں عیسائیت کی تبلیغ کر رہے ہیں ان کے شر سے بچنے کے لئے کم از کم خواندہ مسلمانوں کا فرض ہے کہ ایسی کتب کا علم سینوں میں محفوظ رکھیں تاکہ مدعیان باطل کا ابطال کر سکیں اور نہ صرف اپنے بلکہ دوسرے بھائیوں کے ایمانوں کی بھی حفاظت کر سکیں۔ ہم اس کتاب کے مطالعہ کی پرزور سفارش کرتے ہیں

نام کتاب تحفہ عید الاضحےٰ

تالیف : مولانا محمد عبد الحفیظ صاحب

ناشران :- ادارہ تحائف اسلامیہ مکتبہ حفیظیہ گتہ فیکٹری راہ والی ضلع گوجرانوالہ

صفحات ۱۱۴ قیمت

عید الاضحیٰ کے جملہ مسائل و فضائل مندرجہ بالا رسالہ میں بیان کئے گئے ہیں، عید ہر سال آتی ہے لیکن اکثر مسلمان اپنی بے عملی کی بدولت یا تو سرے سے ہی واقف نہیں یا اس امر کی شدید ضرورت ہے کہ انہیں ہر سال یاد دہانی کرائی جائے ہمارے اسلامی تہوار لہو و لعب کے زیر سایہ منائے جاتے ہیں۔ مؤلف موصوف نے اس امر کی طرف بالخصوص توجہ کی ہے اور عید قربان کے مبارک موقع پر آوارہ گردی، سینما بینی و دیگر ناجائز تفریحات سے منع کیا ہے نیز نماز عید کے انتظامات کے متعلق ائمہ مساجد اور حکومت کی توجہ خصوصی طور پر مبذول کرائی ہے حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کا واقعہ قربانی بالتصریح بیان کیا گیا ہے۔ اس سانحہ عظیم کی تمثیل ہم ہر سال پیش کرتے ہیں اور امت محمدیہ ان شاء اللہ قیامت تک اس قربانی کی یاد تازہ رکھے گی ایک بات جس کے ہم اس کتاب میں متلاشی رہے وہ ہے ان اعتراضات کا جواب جو آج علمائے سوء کی طرف سے ہوتے ہیں ممکن ہے مؤلف نے ایسے فضول اعتراضات کو درخور اعتنا سمجھا ہو۔ کتابت و طباعت کی طرف توجہ کی ضرورت ہے اور ادارہ والوں کو اس کا آئندہ بالخصوص اہتمام کرنا چاہیے افادیت کے لحاظ سے کتاب بہترین ہے

بقیہ: مجلس ذکر ص سے آگے

اور اُن سے کٹورے پکڑا کر درد انگیز قوالیاں گوا کر روپیہ مانگتے پھرتے ہیں۔ حضرتؒ فرمایا کرتے تھے انسان کو انسان بناتا ہے فقط قرآن انسان بناتا ہے خوفِ خدا سے۔ اگر انسان میں اس نہیں ہے تو یہ انسان نہیں ہے بلکہ انسانی ڈھانچے میں بچھو پل رہے ہیں ؎

برعکس نام نہند زنگی کافور

آج ضرورت ہے کہ اصلی سچے اور کھرے محمدی اسلام پر خود بھی عمل کیا جائے اور دوسروں کو بھی اس کی طرف دعوت دی جائے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ ہم سب کا خاتمہ ایمان کامل پر فرمائے اور قیامت کے دن انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کو ساتھ اٹھائے

اظہار تشکر

حضرت مولانا محمد رفیق صاحب شیخ الحدیث دار العلوم ربانیہ بستی ریاض المسلمین ضلع لائل پور نے اپنے والد محترم کے انتقال پر ملال پر تعزیتی بیانات بھیجنے اور ایصال ثواب کے لئے ختم قرآن و دعائے مغفرت کرنے والوں کا شکریہ ادا کیا ہے انہوں نے فرمایا ہے کہ ہزاروں تعزیت ناموں کا فرداً فرداً جواب دینا مشکل ہے لہذا رسالہ خدام الدین کی وساطت سے میں والد صاحب کی وفات حسرت آیات کے غم میں شریک ہونے والوں کا تہ دل سے شکر گزار ہوں۔

شبیر محمد مدرس مدرسہ دار العلوم ربانیہ بتاریخ ۳ ذیقعدہ

تصحیح! مدرسہ مظہر العلوم کھڈہ کراچی۔ خدام الدین کے ۲ مارچ کی اشاعت میں بطور ضمیمہ وفاق المدارس کے سالانہ امتحان کے نتائج شائع ہوئے تھے جس میں مدرسہ مظہر العلوم کے ایک طالب علم محمد زبیر ولد فضل الرحمن رول نمبر ۱۴۳ کا نام مدرسہ عربیہ نیو ٹاؤن کے کامیاب طلبہ کی فہرست میں درج ہو گیا۔ قارئین تصحیح فرمائیں۔ (فقط محمد اسماعیل)

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ العالی دامت برکاتہم ورود مسعود قصور شہر میں بر تقریب افتتاح مدرسہ قاسمیہ تجوید القرآن چوک النبی الخاتم کوٹ مراد خاں قصور شہر بیاد گار شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ

زیر صدارت: حضرت مولانا الحاج القاری عبید اللہ صاحب انور امیر انجمن خدام الدین لاہور نائب صدر جمعیۃ علماء اسلام

بروز پیر تاریخ ۲۹ ذیقعدہ ۱۳۸۳ھ ۱۳ اپریل ۱۹۶۴ء زیر نگرانی حضرت مولانا القاری المقری حسن شاہ صاحب شیخ التجوید والقراءت جامع قاسمیہ تجوید القرآن شیرانوالہ دروازہ لاہور

الداعی الی الخیر فقیر الی اللہ حبیب اللہ قصوری خادم مدرسہ قاسمیہ تجوید القرآن چوک النبی الخاتم کوٹ مراد خاں قصور شہر

کوٹھہ باغ خاں جتوئی تحصیل سانگھڑ میں مدرسہ شمس الہدیٰ کی تشکیل

گوٹھ مذکورہ میں مدرسہ شمس الہدیٰ زیر سرپرستی مولانا [illegible] صاحب جتوئی کے کھل گیا ہے۔ مدرسہ میں مولانا مولوی عبد الحکیم صاحب سند یافتہ عربی، فارسی، اردو، قرآن کریم ناظرہ کی تعلیم دے رہے ہیں۔ طالبعلموں کو ہر چیز مفت بقدر وسعت دی جاتی ہے لہذا گزارش ہے کہ دینی تعلیم کے شائقین مدرسہ ہذا میں داخلہ پاکر دینی تعلیم حاصل کریں (تاج محمد عزیز اللہ جتوئی مہتمم مدرسہ شمس الہدیٰ گوٹھ باغ خاں جتوئی تحصیل سانگھڑ

دورۂ حدیث کے طلباء کے لئے خوشخبری

دار العلوم امینیہ واقع مری روڈ ٹالیاں شاہاں میں دورۂ حدیث شروع ہو گیا ہے جو طلباء دورہ پڑھنے کے شائق ہیں وہ جلد از جلد داخلہ لینے کی کوشش کریں اور باقی علم ادب، فقہ اور صرف نحو کے اسباق بھی شروع ہو گئے ہیں دورۂ حدیث حضرت مولانا حافظ شیخ الحدیث محمد امین صاحب نقشبندی فاضل دیوبند نے شروع کرایا ہے

شہدائے ختم نبوت کو خراج عقیدت

سمندری ۶ مارچ ۱۹۶۴ء کو جامع مسجد محمدیہ میں مولانا محمد علی جانباز نے شہدائے ختم نبوت کو خراج عقیدت پیش کیا اور ورثاء کی تسکین کیلئے دعائیں کرائی گئیں اور عہد کیا گیا کہ ہم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اجرائے نبوت کے عقیدہ کو کبھی بھی تسلیم نہیں کریں گے (ناظم مجلس تحفظ ختم نبوت سمندری ضلع لائل پور

تحفہ عید قربان مفت

مدرسہ اشرفیہ سکھر کی جانب سے گزشتہ سالوں کی طرح اس سال بھی بقر عید کے مسائل پر ایک رسالہ بنام "تحفہ عید قربان" شائع ہو رہا ہے جس میں قربانی کے ضروری مسائل اور عید کی نماز کا طریقہ وغیرہ بیان کیا گیا ہے خواہشمند حضرات صرف ایک کارڈ لکھ کر مفت طلب فرمائیں۔
محمد احمد تھانوی مہتمم مدرسہ اشرفیہ سکھر

ختم نبوت کانفرنس

گوجرانوالہ ۱۲/۱۳ اپریل ۱۹۶۴ء ۲۸/۲۹ ذیقعدہ ۱۳۸۳ھ اتوار پیر مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ کے زیر اہتمام دو روزہ تبلیغی و اصلاحی کانفرنس منعقد ہو رہی ہے جس میں مولانا محمد [illegible] جالندھری، مولانا عبد الرحمن میانوی، قاضی عبد اللطیف شجاع آبادی، مولانا عبد الشکور دین پوری، مولانا محمد لقمان علی پوری، عبد الرحیم صدیقی شکر گڑھ۔ مولانا عبد القیوم سرحدی۔ سائیں محمد حیات پسروری، سید محمد امین گیلانی، مرزا غلام نبی جانباز، اہالیان گوجرانوالہ سے خطاب فرمائیں گے۔ ناظم دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ

مولانا ضیاء الحق القاسمی صاحب مغلپورہ میں

لاہور۔ جامعہ مسجد نہر والی گنج مغلپورہ میں ۱۷ اپریل کو جمعۃ المبارک مولانا محمد ضیاء الحق القاسمی صاحب پڑھائیں گے نماز مغرب کے بعد حسب معمول مجلس ذکر ہوگی محترم مناظرین نظر تقریر فرمائیں گے۔ (مخلص عبد الحی عابد خطیب جامع مسجد نہر والی مغل پورہ گنج لاہور

(نوٹ)
چٹ پر سرخ نشان
×
چندہ ختم ہونے کی علامت ہے۔

اشتہارات کی ذمہ داری مشتہرین پر عائد ہوتی ہے

(فیروز سنز لمیٹڈ پریس لاہور میں زیر اہتمام مولوی عبید اللہ انور پرنٹر اینڈ پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا)

بچوں کا صفحہ

علمائے کرام کی عظمت

محمد عباس انصاری ادیب بھوپالی — کراچی نمبر ۹

اسلام ایک پاکیزہ اخلاقی اور روحانی مذہب ہے جو اپنے متبعین کو ہر قسم کی برائیوں سے پاک رکھنا چاہتا ہے اسی لئے اس نے روزِ اول ہی سے دین کی بنیاد تقویٰ وطہارت اور پرہیزگاری پر رکھ دی، اسلام میں امیر و غریب کا کوئی امتیاز نہیں ہے سب سے زیادہ ممتاز و مکرّم وہی ہے جو تقویٰ میں سب سے آگے ہو، اسی لئے اسلام نے اولیاء کرام، بزرگان دین اور علمائے کرام کی تعظیم و تکریم کی ہدایت کی ہے اور ان کے بڑے مرتبے بیان کئے ہیں۔ لیکن افسوس کہ ہم اس پر توجہ نہیں دیتے۔ اب حالت یہ ہے کہ حق و انصاف کی جب کوئی بات کوئی بزرگ عالم دین کہتا ہے تو لوگ اس کو "ملّا" جیسے حقیر لفظ سے خطاب کرتے ہیں اور اس کا مضحکہ اڑانے کی کوشش کرتے ہیں پھر یہی نہیں بلکہ اسلامی احکامات کو جاری وساری کرنے شرک و بدعت کی عمارتوں کو ڈھا دینے کا جب بھی کوئی اشارہ علماء کرام کی طرف سے ہوتا ہے تو ان کو انتہائی حقارت آمیز الفاظ سے یاد کیا جاتا ہے ان کی تحقیر کی جاتی ہے اور موقعہ ملتا ہے تو دھمکیاں دینے سے بھی گریز نہیں کیا جاتا۔ امت مسلمہ کے بعض مسلم عناصر کا یہ طریقۂ کار انتہائی افسوسناک ہے۔ علمائے کرام دین اسلام کا سرچشمہ ہیں وہ ہدایت کا نور ہیں۔ وہ اخلاقی بیماریوں کے معالج ہیں وہ اصلاحِ نفس کے ماہر ہیں ان کا وجود باعث خیر و برکت ہے اور ذریعہ نجات ہے۔ ان کی محفلوں میں شرکت کر کے ان کی صحبت سے ظاہر و باطن کی اصلاح ہوتی ہے وہ اسلام کے احکامات کو اسلام کی روح کی روشنی میں دیکھتے ہیں وہ قوم کو گمراہی اور دائمی تباہی سے بچا کر امن و سلامتی کی طرف لے جانے کی طاقت ہمّت اور صلاحیت رکھتے ہیں وہ ذاتی اغراض سے پاک ہوتے ہیں ان کی زندگی کا مقصد اسلام کی سربلندی، اعلائے کلمۃ الحق کا ببانگ دہل اعلان اور مسلمان قوم کی ترقی اور فلاح و بہبود ہوتا ہے لیکن یہ ہماری انتہائی بدنصیبی ہے کہ ہم اُن سے ہدایت حاصل کرنے کے بجائے اور ان کے بتائے ہوئے پاک راستے پر چلنے کے بجائے اُن کی شان میں گستاخیاں کرتے ہیں ان پر نت نئے الزامات تراشتے ہیں اور ان کو ذلیل و رسوا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مسلمان دنیا میں اس وقت تک ترقی نہیں کر سکتا جب تک کہ وہ اپنے اسلاف کے طریق کار پر عمل کر کے بزرگانِ دین اور علمائے کرام کی تعظیم اور ان کا ادب و احترام نہ کرے ہم کو سوچنا چاہیئے کہ ہم علمائے اکرام کی توہین کر کے کیا فائدہ حاصل کر سکتے ہیں اگر خدانخواستہ علمائے کرام کا وجود ختم ہو جائے تو ساری کی ساری مسلمان قوم تباہی کے گڑھے میں جا گرے روحانیت کے چشمے کو جاری رکھنے اور اس کی ٹھنڈک سے اپنی پیاس بجھانے کے لئے اور خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عتاب اور ناراضگی سے بچنے کے لئے علماء کرام کا وجود برقرار رہنا اور ان کی تعظیم و تکریم کا کیا جانا بے حد ضروری ہے خدا ہم سب کو نیک اعمال کی توفیق عطا فرمائے آمین یا رب العالمین

ہمارے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

زاھد الحسن زاھدؔ

حبیب خدا ہیں ہمارے محمدؐ
شہ دو جہاں حق کے پیارے محمدؐ
پہنچ آپ کی عرش پر ہو چکی ہے
ہیں ٹوٹے دلوں کے سہارے محمدؐ
وہ سب کے لئے بن کے آئے ہیں رحمت
ہیں رہبر جہاں کے ہمارے محمدؐ
گنہ کا اندھیرا مٹانے کی خاطر
زمین پر خدا نے اُتارے محمدؐ
نہ زاہد ڈرو تم قیامت کے دن سے
شفاعت کریں گے ہمارے محمدؐ

۱۰-اپریل ۶۴ء

رجسٹرڈ ایل
نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

خدام الدین لاہور
چیف ایڈیٹر
عبیداللہ انور

منظور شدہ محکمۂ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۷/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۷۳۰-۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء

ایجنٹ حضرات کی فوری توجہ کی ضرورت

ایجنٹ حضرات ہفتہ وار "خدام الدین" کی طرف سے بلوں کی ادائیگی کی تاخیر ادارہ کے لئے سخت پریشانی کا موجب بنی ہوئی ہے۔ اکتوبر اور نومبر ۶۳ء کی اشاعات میں کئی مرتبہ ایجنٹ صاحبان کو اس تاخیر کی طرف توجہ دلائی گئی تھی۔ لیکن بالکل بے سود، سوائے چند ایک حضرات کے باقی ایجنٹوں نے اپنے بقایا جات کی ادائیگی کی طرف توجہ نہیں دی —— آج کل اخبارات و رسائل کا کاغذ عموماً نایاب ہو رہا ہے۔ اور جو مل بھی رہا ہے اس کی ہوش ربا گرانی نے رسالہ کی اشاعت میں کافی مشکلات کا اضافہ کر دیا ہے

ایسے حالات کے پیش نظر ادارہ ایجنٹ حضرات سے پھر ایک دفعہ درخواست کرتا ہے کہ اپنے بقایا جات جلد از جلد ادا کر دیں تاکہ مالی مشکلات رسالہ کی اشاعت میں رکاوٹ کا باعث نہ بنیں۔ اور آئندہ اپنے بل ماہ بماہ ادا کر دیا کریں اور کئی کئی مہینوں تک خاموش نہ رہا کریں

قارئین کرام سے بھی درخواست ہے کہ وہ ایجنٹ حضرات کے واجبات بروقت ادا کر دیا کریں تاکہ وہ بلوں کی ادائیگی میں تاخیر کا عذر نہ کر سکیں (منیجر ہفت روزہ "خدام الدین"